صرف احباب جماعت کی تعلیم وتربیت کے لیے

انٹرنیشنل پیغامِ صُلح

مدیر: مدثر عزیز

قیمت فی پرچہ -/5 یورو

فون: 49-308735703+

Email: generalsecretaryaaiil@gmail.com

احمدیہ انجمن لاہور (جرمنی) کی خصوصیات

- آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، نہ نیا نہ پرانا۔
- قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
- سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں۔
- سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
- کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔

جلد نمبر 03 | 20 ذوالحج تا 20 محرم 1440 ہجری یکم ستمبر تا 30 ستمبر 2018ء | شمارہ نمبر 17-18

ارشادات حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؒ (مجدد صد چہاردہم)

خدا اپنے سچے وفاداروں کو کبھی ضائع اور ہلاک نہیں کرتا

اے نادانو! اور اندھو! مجھ سے پہلے کون صادق ضائع ہوا جو میں ضائع ہو جاؤں گا۔ کس سچے وفادار کو خدا نے ذلت کے ساتھ ہلاک کر دیا، جو مجھے ہلاک کرے گا۔ یقیناً یاد رکھو اور کان کھول کر سنو کہ میری روح ہلاک ہونے والی روح نہیں۔ اور میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں۔ مجھے وہ ہمت اور صدق بخشا گیا ہے جس کے آگے پہاڑ ہیچ ہیں۔ میں کسی کی پرواہ نہیں کرتا، میں اکیلا تھا اور اکیلا رہنے پر ناراض نہیں۔ کیا خدا مجھے چھوڑ دے گا؟ کبھی نہیں چھوڑے گا۔ کیا وہ مجھے ضائع کرے گا؟ کبھی نہیں ضائع کرے گا۔ دشمن ذلیل ہوں گے اور حاسد شرمندہ۔ اور خدا اپنے بندہ کو ہر میدان میں فتح دے گا۔ میں اس کے ساتھ اور وہ میرے ساتھ ہے۔ کوئی چیز ہمارا پیوند توڑ نہیں سکتی اور مجھے اس کی عزت اور جلال کی قسم ہے کہ مجھے دنیا اور آخرت میں اس سے زیادہ کوئی چیز بھی پیاری نہیں کہ اس کے دین کی عظمت ظاہر ہو۔ اُس کا جلال چمکے اور اُس کا بول بالا ہو۔ کسی ابتلاء سے اس کے فضل کے ساتھ مجھے خوف نہیں۔ اگرچہ ایک ابتلاء نہیں، کروڑ ابتلاء ہوں۔ ابتلاؤں کے میدان میں اور دُکھوں کے جنگل میں مجھے طاقت دی گئی ہے۔

من آنستم کہ روزِ جنگ بینی پُشتِ من

آں منم کاندریں خاک و خوں بینی سرے

(انوار الاسلام)

اداریہ

ہمارے لئے خدا کی رضا سب سے مقدم ہے

یہ اتفاق مبارک ہو مئومنوں کے لئے

کہ یک زباں ہیں فقیہان شہر میرے خلاف

7 ستمبر 1974ء پاکستان کی تاریخ کے اس غلط فیصلے کے اعلان کا دن ہے جو فیصلہ دنیا پرستی اور سیاسی بالادستی کے حصول کے لئے کیا گیا جس میں اسلام کے نام پر اسلام اور قرآن ہی کی حکم عدولی برتی گئی۔ جس کو دیکھ کر ذی علم و فہم شخص حیران ہوتا ہے کہ خدا ورسول کے کون سے حکم کے ماتحت ان لکھو کھہا مسلمانوں کو جو کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل تھے، اپنی اذانوں میں اللہ اور اس کے رسول کے حق میں شہادت کا اعلان کرتے تھے جو قبلہ رُخ نماز پڑھتے تھے۔ اپنی کثرت اور طاقت کے بل پر ان کلمہ گوؤں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیتے ہوئے اسلام سے خارج کر دیا گیا۔ اس پر مزید حیرت یہ ہوتی ہے کہ آج تک 7 ستمبر کے دن خوشیاں منائی جاتی ہیں کہ ہم نے بڑی فتح حاصل کر لی ہے۔ یاد رکھیں کہ جس کو کثرت کے بل پر فتح سمجھا گیا اور سمجھا جا رہا ہے یہ فتح نہیں رب العالمین کے ہاں بہت بڑی شکست ہے۔ اسلام میں تو کسی غیر مسلم کا داخل اسلام ہونا باعث مسرت سمجھا جاتا تھا لیکن مسلمانان پاکستان کا عجیب انقلاب دیکھیں کہ لاکھوں اسلام کے دعوے داروں کو اسلام کے خارج ہونے پر خوشیاں منائی جاتی ہیں اور کسی کو پوچھنے کا اختیار بھی نہیں دیا جاتا کہ اس فیصلے کی بناء قرآن و حدیث کے کس حکم کے تحت رکھی گئی ہے؟

جو سچ کہوں تو بُرا لگے جو دلیل دوں تو ذلیل ہوں

یہ سماج جہل کی زد میں ہے یہاں بات کرنا حرام ہے

جماعت احمدیہ لاہور اور امام جماعت احمدیہ پر جو الزامات لگائے جاتے ہیں سراسر افتراء ہیں۔ جماعت احمدیہ لاہور جہاں ایک اللہ، ایک کتاب اور ایک رسول اور نبی حضرت محمد مصطفیٰؐ پر کامل ایمان رکھتی ہے وہاں ختم نبوت کے عقیدہ پر ''مطلق'' اور ''غیر مشروط'' ایمان رکھتی ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حقیقی معنوں میں سلسلہ نبوت کی آخری کڑی اور قصر نبوت کی آخری اینٹ یقین کرتی ہے اور بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؒ کا بھی ابتداء سے انتہائے عمر تک یہی عقیدہ تھا۔ ان کی ذات پر یہ صریح الزام ہے کہ انہوں نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ حضرت مرزا صاحب اور جماعت احمدیہ لاہور کا ایمان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا مدعی کافر، ملعون اور خارج از اسلام ہے۔ حضرت صاحب فرماتے ہیں ''جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو، اسے بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں ۔۔۔ میں نبوت کا مدعی نہیں بلکہ ایسے مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں ۔۔۔ میں جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا قائل ہوں اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اس کو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔'' (مجموعہ اشتہارات حصہ چہارم ص ۳۴۳) ''اللہ تعالیٰ نے ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نبیوں کو ختم کر دیا اور وحی منقطع ہوگئی'' (تحفہ بغداد ص ۷) اس طرح کے بیسیوں حوالجات آپ کی کتب سے ملتے ہیں جس میں آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا بار بار اقرار کیا ہے۔ مذکورہ بالا تصریحات کی روشنی میں قارئین خود انصاف کریں کہ جماعت احمدیہ لاہور کو آئین پاکستان نے کس جرم کی سزا دی۔ جماعت احمدیہ لاہور نے کبھی کسی کلمہ گو کی تکفیر نہیں کی۔ اس جماعت کے احباب کی کوئی دنیاوی غرض نہیں۔ غرض ہے تو صرف اور صرف اللہ اور اس کے رسول حضرت محمد مصطفیٰؐ کی خوشنودی۔ ہمیں اس بات کا یقین ہے کہ انشاء اللہ آسمان پر ہماری کوششوں کا اعتراف ہوگا۔ اللہ کی نصرت ضرور ہمارا ساتھ دے گی۔ ہمارے لئے پریشانی کی بات یہ نہیں ہونی چاہیے کہ لوگ ہمیں کیا سمجھتے ہیں۔ ہمارے لئے ضروری ہے تو بس یہی کہ ہمارا خدا ہمیں کیا سمجھتا ہے۔ ہمیں اس اخلاقی انحطاط کے دور میں بہت سخت ضروری ہے کہ ہم خدا کی جانب جھکیں، قرآن پاک کو ہی اپنا دستور العمل بنائیں اور نبی کریم صلعم کے قدموں کی پیروی کرتے ہوئے اپنی منزل کی جانب عازم سفر ہوں۔ (م۔ ح۔ د)

اللہ تعالیٰ کے قائم کردہ فرائض کی ادائیگی انسان کے لئے سب سے بڑی خوشی کا موجب ہے

خطبہ عید الفطر، فرمودہ حضرت امیر ڈاکٹر عبد الکریم سعید پاشا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

بمقام جامع دار السلام، مورخہ 17-06-2018 بمطابق یکم شوال 1439 ہجری

ترجمہ: اللہ بے انتہاء رحم والے، بار بار رحم کرنے والے کے نام سے۔

''سب تعریف اللہ کے لئے ہے، تمام جہانوں کے رب، بے انتہاء رحم والے بار بار رحم کرنے والے، جزا کے وقت کے مالک (کے لئے)، ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں، تو ہم کو سیدھے رستے پر چلا، اُن لوگوں کے رستے (پر) جن پر تو نے انعام کیا، نہ اُن کے جن پر غضب ہوا اور نہ گمراہوں کے۔'' (سورۃ الفاتحہ)

ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں ایک اور رمضان نصیب فرمایا۔ جس میں اس نے ہمیں روزے رکھنے کی توفیق، عبادات کرنے اور قرآن کریم کی تلاوت کی توفیق عطا فرمائی اور ہم نے بہت سی دعائیں مانگیں، توبہ کی، استغفار کی اور ہم اللہ تعالیٰ سے امید رکھتے ہیں کہ جو دعائیں سننے والا ہے وہ ہماری دعاؤں کو بھی قبولیت عطا فرمائے اور آنے والے ماہ ہمارے لئے حفاظت کے ماہ اور پھر اس تگ ودو میں لگے رہنے والا بنائے، جس مقصد کو پانے کے لئے ہم نے روزے رکھے اس نصب العین کو آگے رکھتے ہوئے ہم اپنی کوششیں جاری رکھیں۔ آمین

روزہ روحانی بیماری کے لئے نسخہ ہے:

عید کے لفظی معنی خوشی کے ہیں، یا بار بار لوٹ کر آنے والی خوشی کے۔ انسان یہ سوال پوچھ سکتا ہے کہ یہ کس بات کی خوشی ہو رہی ہے؟ غیر مسلموں کو خاص کر مغرب میں بہتوں کو یہ خیال آتا ہے کہ آج خوشی اس لئے ہو رہی ہے کہ یہ بھوکے تھے اور آج کھانا پینا آزاد ہو گیا ہے۔ بچپن میں بڑے بزرگ کہا کرتے تھے کہ دل خفا ہو رہا ہے کہ آج رمضان ہم سے الوداع ہو رہا ہے اور ہم اس وقت ان کی بات کو مبالغہ آرائی سمجھتے تھے کہ کس کا دل خوش ہوگا کہ اور روزے رکھے۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ روزے رکھنا اور پھر ان کو مکمل کر لینا خود ایک بہت بڑی خوشی کا موجب بنتا ہے۔

خوشی کس بات کی ہے؟

اس بات کی خوشی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو ہم پر فرض کیا، **یاایھا الذین اٰمنو کتب علیکم الصیام** کہہ کر روزوں کا حکم دیا۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو یہ روزے تمہارے لئے ضروری ٹھہرائے گئے ہیں یعنی کہ فرض کیے گئے ہیں۔ ایک چیز کو اللہ نے فرض کیا۔ اور ہم نے پوری کوشش کی کہ ہم اس فرض کو نبھالیں اور جو شروع میں ایک ناممکن سی بات لگتی تھی کہ اتنا گرم موسم اور تیس روزے رکھنے ہیں اور اتنا لمبا وقت ہوگا لیکن اسے فرض جانتے ہوئے ہر ایک نے وہ فرض نبھایا تو درحقیقت ہمیں اس بات کی خوشی ہو رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو ہمیں حکم دیا۔ ہم نے اس کو مانا اور اس پر فوراً عمل کیا اور ہم اس قابل ہوئے کہ آج ہم خوشی منا سکیں۔

جب ہم قرآن کا مولانا محمد علی صاحب کا انگریزی ترجمہ پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ اس میں آپؒ یاایھا الذین اٰمنو کتب علیکم الصیام کا ترجمہ یوں کرتے ہیں: O you who believe, fasting is prescribed for you.

یعنی روزہ رکھنے کو ایک نسخے (Prescription) کی حیثیت دی گئی

ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے تجویز فرمایا ہے۔ جو کوئی فرض ادا کرتا ہے تو وہ ایک امتحان کی طرح ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کچھ احکامات کے ذریعے انسانوں کو آزماتا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کو اللہ نے چند کلمات سے آزمایا اور انہوں نے ان کو مکمل کر کے دکھایا تو آپ کو لوگوں کے لئے امام بنایا گیا۔ روزہ بھی اللہ کے احکامات میں سے ایک حکم ہے جس پر ہم نے عمل کیا۔ یہاں بچے بیٹھے ہیں جو بڑے غور سے سن رہے ہیں ان کو ایسی مثال دوں جو یہ آسانی سے سمجھ لیں۔ بچے ہمیشہ پڑھتے ہیں پھر ان کا امتحان ہوتا ہے تو روزہ سمجھ لیں کہ مومن کے لئے امتحان ہے۔ اور اس کو پاس کرنے کے بعد خوشی کا احساس ویسا ہی ہے جیسا امتحان پاس کر لینے میں۔

دوسری خوشی کا پہلو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے جو عبادت رکھی اس سے ہم نے جتنا جتنا فائدہ اٹھالیا اتنا اتنا ہم نے اپنے روزہ کا مقصد حاصل کر لیا۔ شاید انہی روزوں کے دوران کسی نے اتنی عبادت کر ڈالی ہو کہ وہ ان روزوں کی وجہ سے کسی اونچے مقام پر پہنچ چکا ہو اور بہت کم فاصلہ اس کے اولیاء اللہ کا مقام پانے میں رہ گیا ہو۔ لیکن تمام لوگ اس مقام کو نہ بھی حاصل کریں تو وہ کچھ نہ کچھ ترقی ہر سال ضرور کرتے ہیں۔ کہاوت ہے کہ: "اگر پہاڑ کی چوٹی پر بھی چڑھنا ہے تو اس کا آغاز پہلے قدم سے ہوتا ہے"۔ کسی بچے نے بھی اگر اس دفعہ پہلا روزہ رکھ لیا تو وہ اس مقام کی طرف رواں ہو گیا اور پھر ہر سال تھوڑی تھوڑی ترقی کرتے ہوئے ایک مقام کی طرف بڑھتا جائے گا۔ ہمیں اللہ پر ایمان ہے کہ وہ ضرور ہماری کوشش کو قبولیت عطا فرمائے گا۔

رمضان وہ وقت ہے جس میں تقویٰ کا بیج بویا جاتا ہے۔ ہر کسان کو معلوم ہے کہ کس موسم میں بیج بونا ہے۔ تقویٰ کے بیج کے لئے موزوں موسم، موزوں وقت رمضان کا مہینہ ہے اور ہمیں اس بات کی خوشی بھی محسوس ہو رہی ہے کہ ہم نے وہ موسم پایا اور اپنی اپنی محنت کے مطابق تقویٰ کے بیج بو دیئے لیکن ہر کسان جانتا ہے کہ اگر ہم اس کا مسلسل خیال نہ کریں۔ اور صرف بیج پھینک کر آجائیں اور ان کو چڑیوں کے لئے چھوڑ دیں اور وہ ان کو چگ لیں تو کچھ نہ حاصل ہوگا۔ ان کی کونپلیں بھی نکلیں اور ہم ان کی نگہداشت نہ کریں تو بھی کاشت رائیگاں جائے گی۔ نئی فصل کو جانوروں سے بچانا ضروری امر ہے۔ اب اگر ہمارے اندر جو چھوٹی چھوٹی تقویٰ کی کونپلیں پھوٹی ہیں اور رمضان میں تقویٰ کا باغ تیار ہوا ہے جو ہر ایک نے اپنی اپنی محنت کے مطابق پایا ہے۔ تو ہمارا اگلا مرحلہ یہ ہے کہ جو فصل لگائی ہے اس کو ضائع نہ ہونے دیں۔ کسان کی طرح اس کی نگہداشت کرتے رہیں۔

اب ہم اس طرف سوچ کو لے جاتے ہیں جس کے متعلق قرآن کے انگریزی ترجمہ میں لفظ Prescribed for you آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ جس نے اس جسم کو تیار کیا وہ جانتا ہے کہ خرابیاں کہاں کہاں واقع ہیں، کہاں کہاں واقع ہوسکتی ہیں ان کو کیسے روکا جائے۔ اگر ہوگئی ہوں تو ان کو کیسے ٹھیک کیا جائے تو پھر یہ روزہ ایک علاج کی صورت اختیار کر جاتا ہے۔ ہر سال روحانی طور پر روح کو جتنی بیماری لاحق ہو جاتی ہے اس کا علاج اللہ تعالیٰ نے یوں پیش کیا کہ کتب علیکم الصیام اور وجہ صرف ایک بتائی اور وہ تقویٰ کا حاصل کرنا ہے۔ لعلکم تتقون انسان اس مقصد سے نہ روزے رکھے کہ تھوڑا وزن کم ہو جائے گا۔ یہ تو بہت محدود سا مقصد ہو جاتا ہے۔ کسی کی شوگر اچھی ہو جائے یہ بھی مقصد نہیں ہے۔ ان فائدوں کے لئے روزے نہیں رکھے جاتے۔ روزے صرف ایک مقصد کے لئے رکھے جاتے ہیں کہ تقویٰ حاصل ہو جائے۔ تقویٰ نہ ہونا روحانی بیماری کی مانند ہے۔ جب انسان روحانی طور پر بیماری میں مبتلا ہو جاتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس کے تقویٰ میں کمی پیشی آگئی۔ تو جیسے نسخہ استعمال کرنے سے انسان ٹھیک ہو جاتا ہے۔ روزے بھی دوائی کا کام کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے تجویز کردہ نسخہ کے استعمال سے ہماری روحانی بیماریاں آہستہ آہستہ ٹھیک ہوئیں اور وہ دن آیا کہ ہمیں بتا دیا گیا جیسے ڈاکٹر بتا دیتا ہے کہ اب آپکا علاج مکمل ہو گیا ہے اور بیماری قابو میں آگئی ہے اس لئے ہم خوش ہیں کہ اس وقت بیماری قابو میں ہے۔ لیکن ساتھ میں ڈاکٹر یہ نصیحت بھی کرتا ہے کہ اب آپ نے خیال کرنا ہے اور اس دوائی کو جاری رکھنا ہے مثلاً شوگر کنٹرول ہوگئی ہے،

دوائی باقاعدگی سے لینی ہے، ورزش کرنی ہے، خوراک کا خیال کرنا ہے، ورنہ اس حالت سے بھی بدتر ہوجاؤ گے۔ اس لئے اب جو ہمارا کام ہے وہ بیماری کے دوبارہ لوٹ آنے سے اپنا بچاؤ کرنا ہے اور جو اس ورزش کے ساتھ ہم نے روزانہ تیس دن کے لئے کی۔ ہمارے روحانی پٹھے(Spiritual Muscle) مسلسل بڑھتے رہے

جب ورزش کرنے والا کچھ مہینے بازو کا استعمال نہ کرے تو وہ اگلا مقابلہ نہیں جیت سکتا۔ اسی طرح ہمارے(Spiritual Muscle) جو مسلسل ورزش سے بنے ہیں ان کو ہم نے قائم رکھنا ہے۔ اس میں وہی چیزیں آجائیں گی کہ نمازیں ادا کرتے رہے ہیں تو کرتے رہیں گے کچھ دنوں کے روزے بھی رکھتے رہیں گے اور قرآن کا مطالعہ جاری رکھیں گے اور اس کو معنوں سے پڑھ کر اس پر عمل کرتے رہیں گے۔ کیونکہ بغیر پڑھے، بغیر عمل کیے ہدایت مل نہیں سکتی۔ ان پر ہم نے اگلے روزے آنے تک قائم رہنا ہے۔

انسانی روح کی تشبیہہ ناقتہ اللہ سے:

ہم حضرت مسیح موعود کی کتب کا جتنا بھی مطالعہ کرلیں، لٹریچر کا یا تقاریر ان کا پیغام ایک ہی ہے کہ اپنی روحانی زندگی کو قائم رکھنے کی طرف توجہ رکھو، اپنی روح کو زندہ رکھو اور تقویٰ اختیار کرو۔ ایک مثال سے میں اپنا آج کا خطبہ ختم کرتا ہوں کہ انہوں نے روح کی پرورش جو آج کل ہم نے کی اس کو ناقتہ اللہ سے تشبیہہ دی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی اونٹنی کہا ہے۔

سورۃ الاعراف کی آیت نمبر 73 ہے کہ:

''یقیناً تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے کھلی دلیل آچکی۔ یہ اللہ کی اونٹنی تمہارے لئے نشان ہے سو اس کو چھوڑ دو، اللہ کی زمین میں چرے اور اس کو کوئی دُکھ نہ پہنچاؤ، ورنہ تمہیں دردناک عذاب پکڑ لے گا''۔

اپنی جماعت کو حضرت صاحب مخاطب ہوکر کہتے ہیں کہ یہ آپ لوگوں کی جو روح ہے یہ ناقتہ اللہ ہے اس کی پرورش تمہارے ذمے ہے۔ کہیں یہ نہ ہو کہ اپنی کوتاہیوں کی وجہ سے آپ اس اونٹنی کو وہ خوراک مہیا نہ کرسکو جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اس کا خیال رکھو، اس کی پرورش کرو۔ تو جب انسان نیکیوں سے اپنا منہ پھیر لیتا ہے اور جو خوراک رمضان میں اس اونٹنی کو ہم نے کھلائی ہے اس کے بعد اس کو فاقہ کرنے پر چھوڑ دیتا ہے تو حضرت صاحب کے مطابق وہ اس ناقتہ اللہ کا خون کررہا ہوتا ہے۔ انہوں نے اس بات پر بہت زور دیا ہے کہ اس ناقتہ اللہ کا خیال کرو۔ دوسری جگہ انہوں نے اپنی جماعت کو بھی ناقتہ اللہ کہا ہے۔ یہ ایک نشان اس دنیا میں بن گئی ہے۔ جو اس کو نقصان پہنچائے گا اللہ اُس کو نقصان دے گا۔

تو کیا ہم اس قابل ہیں کہ ہم اس جماعت کے اپنے آپ کو فرد کہلائیں جہاں ہم ان تقاضوں کو پورا کرسکیں جن کی اس زمانہ کے امام نے نشاندہی کی ہے؟

دعا

آج اللہ تعالیٰ سے یہی دعا ہے کہ ہم اس جماعت میں شمولیت کے قابل رہیں اور اس نصب العین کی طرف بڑھتے جائیں جس کی خاطر اللہ تعالیٰ کے امام نے اس جماعت کو کھڑا کیا ہے۔ یہ کوئی نیا فرقہ نہیں بنایا ایک جماعت بنائی ہے جس میں سب کا ایک مقصد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہوجائیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں آئندہ آنے والے دنوں میں کامیابی عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اس ملک کو کامیابی عطا فرمائے اور اس کو اپنی حفاظت عطا فرمائے اور جو حالات ہیں اس میں اپنا تحفظ عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ اس جماعت کے تمام ممبرز کو اپنی حفاظت دے اور انہیں اس جماعت کے قیام کے مقصد کو سمجھ کر اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ تمام بیماروں کو شفا عطا فرمائے۔ تمام ضرورتمندوں کی ضرورتیں پوری کرے اور بیواؤں اور یتیموں اور مسکینوں کا سہارا بنے۔ اللہ تعالیٰ بے اولادوں کو اولاد عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ طالب علموں کو کامیابی عطا فرمائے اور ان کے علم میں اضافہ فرمائے۔ اللہ تعالیٰ رمضان میں جو ہمیں عبادات نصیب ہوئیں ان کو جاری رکھنے میں ہماری مدد فرمائے۔ آمین

☆☆☆☆

حضرت امام حسینؓ کے واقعۂ شہادت سے ایک سبق

امیر اوّل حضرت مولانا محمد علی رحمتہ اللہ علیہ (مرحوم)

تشہد، تعوذ اور تسمیہ کے بعد حضرت مولیناؒ نے ذیل کی آیت تلاوت کی۔

ترجمہ: ''اور جو اللہ کی راہ میں مارے جاتے ہیں انہیں مردہ نہ کہو، بلکہ وہ زندہ ہیں مگر تم محسوس نہیں کرتے۔'' (154:2)

اور پھر آپؒ نے فرمایا کہ شہادت کو جو مرتبہ اسلام نے دیا ہے اس کی نظیر اور کسی مذہب میں نہیں ملتی۔ خود شہید کا لفظ ہی اس کا کافی ثبوت ہے۔ خدا کی راہ میں جان دینے والا شہید ہے۔ گویا وہ اپنے عمل سے خدا کی ہستی پر گواہ ہو جاتا ہے۔ تو ایسے لوگوں کے متعلق 'جو خدا کے رستہ میں اپنی جانیں دیتے ہیں' اسی بلند خیال کو سامنے رکھتے ہوئے قرآن شریف میں فرمایا۔'' جو لوگ اللہ کے راستے میں قتل ہوتے ہیں انہیں مردہ نہ کہو، بلکہ حقیقی زندگی ان کو ہی ملی ہے۔ اگر چہ تم محسوس نہیں کرتے''۔ بہت سے لوگ بظاہر کامیاب ہو کر مال و دولت اور جاگیروں کے مالک اور جتھوں کے سردار ہو کر مرتے ہیں اور وہ ہمیشہ کے لیے مر جاتے ہیں۔ اور بہتیرے دنیا کی نظروں میں بظاہر ناکام ہو کر مرتے ہیں لیکن دراصل خدا کی نگاہ میں وہ زندہ ہیں۔

تاریخ اسلام میں حضرت امام حسینؓ کے واقعہ شہادت کی حیثیت:

حضرت امام حسینؓ کی شہادت کا واقعہ تاریخ اسلام میں اکیلا واقعہ نہیں ہے۔ صحابہ کرامؓ کی زندگیوں میں بھی ہمیں ایسے بہت سے واقعات ملتے ہیں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں نے اگر جنگ کی گرما گرمی میں اپنی جانیں دیں تو ٹھنڈے دل سے سوچ سمجھ کر بھی دیں۔ ایک صحابیؓ کا ذکر ہے کہ وہ کفار کے ہاتھوں پکڑے گئے اور کفار نے ان کے قتل کا فیصلہ کیا۔ اس کے بعد انہوں نے ان صحابیؓ سے کہا کہ اگر تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تھوڑا سا برُا بھلا کہہ دو تو جان بچ جائے گی۔ اس کا جواب انہوں نے یہ دیا کہ تم کیا فضول بات کہہ رہے ہو؟ اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک کانٹا بھی چبھ جائے اور اس کے بدلے میں میرا سر لے لیا جائے، تب بھی مجھے بڑی خوشی ہوگی۔ تو صحابہؓ نے بھی سوچ سمجھ کر اللہ کے راستے میں اپنی جانیں دیں۔

یہ واقعہ اپنے اندر اسلامی روح لئے ہوئے ہے: حضرت امام حسینؓ کے واقعہ شہادت کو مسلمانوں کے ایک خاص فرقہ نے غیر معمولی فوقیت دے دی ہے۔ اور اس واقعہ کے اندر بعض خاص خوبیاں بھی معلوم ہوتی ہیں کہ ہر سال خاص ایّام میں اسے دہرایا جاتا ہے۔ جسے سن کر ہر مسلمان کی آنکھوں میں بے اختیار آنسو آ جاتے ہیں۔ اور شاید اسے ایسے رنگ میں بھی دہرایا جاتا ہے جو اسلام کی روح کے خلاف ہے۔ لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام جو روح مسلمانوں کے اندر پیدا کرنا چاہتا ہے، یہ واقعہ اس روح کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔

اس واقعہ کا ظاہری اور حقیقی نتیجہ: حضرت امام حسینؓ کا مقابلہ یزید سے تھا۔ جو خلیفہ وقت کہلاتا تھا۔ اس کے پاس قوت و طاقت، مال و دولت اور سلطنت و تخت تھا۔ فوجیں اور لشکر تھے۔ اس کی بیعت سب کر چکے تھے، سوائے ان چند لوگوں کے، جو حضرت امام حسینؓ کی معیّت میں تھے۔ یہ صحابہؓ کا زمانہ تھا۔ بہت سے صحابہؓ اس وقت تک زندہ تھے۔ انہوں نے بھی یزید کی بیعت کر لی تھی۔ لیکن حضرت امام حسینؓ نے یزید کی بیعت سے انکار کیا۔ اور

یہاں تک انکار کیا کہ اپنے عزیزوں کو اپنی آنکھوں کے سامنے ذبح ہوتے دیکھا۔حتیٰ کہ اپنی گردن بھی تلوار کے سامنے رکھ دی۔ جان دینی قبول کر لی، لیکن جسے وہ خلافت کا اہل نہ سمجھتے تھے، اس کی بیعت نہ کی۔ بات تو صرف اتنی تھی کہ یزید اس سے زیادہ نہ چاہتا تھا کہ حضرت امام حسینؓ بیعت کر لیں۔ اس وقت جو ہوا وہ یہی ہے کہ یزید کو بظاہر بڑی بھاری کامیابی ہوئی۔ حضرت امام حسینؓ بظاہر ناکام ہو گئے۔ شاید یزید یہ سمجھتا ہو کہ میں نے ہمیشہ کے لیے ان کو ختم کر دیا اور مٹا دیا۔ لیکن آج دیکھ لیجئے یزید مردہ ہے اور امام حسینؓ زندہ ہیں۔ یہ خدا کا فضل ہے۔ صرف شیعہ ہی نہیں بلکہ عام مسلمان بھی ان کی عزت کرتے ہیں۔ اس واقعہ کو سن کر ان کی آنکھوں میں بھی آنسو آ جاتے ہیں۔ خواہ وہ اس طریق کو اختیار نہ کریں جو شیعوں نے اختیار کر رکھا ہے۔

حضرت امام حسینؓ نے حق و اصول کے لیے جان دی: آخر کیوں حضرت امام حسینؓ نے یزید کی بیعت نہ کرنے پر اس قدر اصرار کیا؟ حتیٰ کہ اپنی اور اپنے عزیزوں کی موت کو قبول کر لیا، لیکن اس کی بیعت کو قبول نہ کیا۔ آخر یزید خلیفہ وقت تھا۔ امیر المومنین کے خطاب سے یاد کیا جاتا تھا۔ بات صرف یہی تھی کہ امام حسینؓ کو یزید کی زندگی میں ایسی باتیں نظر آتی تھیں جو اسلام کی روح کے خلاف تھیں اگر چہ وہ باتیں دوسروں کو بھی نظر آتی ہوں لیکن ان کا قدم مضبوط نہ رہا صرف حضرت امام حسینؓ ہی ثابت قدم رہے۔ اور انہوں نے ہی اس اصول کو قائم کیا کہ ایک نااہل کو خلیفہ نہیں ہونا چاہئے۔ اسلام جس قسم کے انسان پیدا کرنا چاہتا ہے، امام حسینؓ اس قسم کے انسانوں میں سے ہیں۔ جس چیز کو حق سمجھا اس کو اختیار کیا۔ یہ نہیں سوچا کہ حریف کے مقابلہ کا سامان میرے پاس موجود ہے یا نہیں۔ موت اور ناکامی کو سامنے دیکھ کر بھی اسی بات کو اختیار کیا، جس کو حق سمجھا!

حقیقی زندگی اور کامیابی: دیکھ لیجئے۔ آپ کے سامنے دو شخصیتیں ہیں۔ ایک دنیوی طاقت کے نشے میں مخمور ہے۔ وہ نہیں سمجھتا کہ کس کی گردن پر تلوار چلا رہا ہوں۔ یہ شخص بظاہر کامیاب ہے لیکن دراصل ناکام! دوسرا شخص بے کس اور بے سروسامان ہے۔ لیکن وہ اصول کے مقابلے میں کسی بات کی پرواہ نہیں کرتا، حتیٰ کہ اپنی جان تک حق وصداقت کے لیے قربان کر دیتا ہے۔ یہ شخص بظاہر ناکام لیکن درحقیقت کامیاب ہے۔ فی الحقیقت زندگی اسی کی ہے جو اپنے فعل سے خدا کی ہستی پر گواہی دے دے۔

قادیانی حضرات کا نیا جوش مخالفت: قادیانی دوستوں کی ہمارے متعلق جو روش ہے، وہ بالکل ظاہر ہے۔ لیکن وقتاً فوقتاً ان میں جماعت لاہور کی مخالفت کا خاص طور پر جوش پیدا ہو جاتا ہے۔ پہلے بھی کئی مرتبہ ایسا ہو چکا ہے۔ آج کل بھی ایک نیا ابال آیا ہوا ہے۔ شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ مولوی غلام حسن صاحب نے ان کے ''خلیفہ وقت'' کی بیعت کر لی ہے۔ یعنی قادیانی لوگ جس کو خلیفہ وقت کہتے ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود کے وہ الہامات، جو بدترین دشمنوں کے متعلق ہیں، آج تلاش کر کر کے لاہوری جماعت اور حضرت مسیح موعود کے مخلص خدام پر لگائے جاتے ہیں۔

اس جوش مخالفت کا ایک نمونہ: ماہ تبلیغ کے اخبار ''الفضل'' میں شاید بعض دوست ''ماہ تبلیغ'' کا نام سن کر حیران ہوں گے، یہ اس نئے سن کے مہینے کا نام ہے جو قادیان میں ''سن ھش'' کے نام سے جاری کیا گیا ہے۔ یعنی ہجری شمسی۔ جب نئی قسم کی خلافت قائم ہوئی، سن بھی نئی قسم کا جاری ہونا چاہئے! اس اخبار میں جہاں ''منکرین و معاندین خلافت'' کے سلسلہ میں بہت سے وفات یافتہ لوگوں مثلاً خواجہ کمال الدین مرحوم، ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ مرحوم، ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ مرحوم، شیخ رحمت اللہ مرحوم وغیرہ کے نام ہیں، وہاں ایک زندہ یعنی مولوی غلام حسن صاحب پشاوری کا نام بھی موجود ہے۔ یہ ہے ہمارے قادیانی دوستوں کے جوش مخالفت کا نمونہ! اس جوش میں

انہیں یہ بھی یاد نہ رہا کہ اب تو مولوی غلام حسن صاحب ان کے خلیفہ وقت کی بیعت کر چکے ہیں!

حضرت صاحب کے ایک الہام کا غلط قادیانی ترجمہ:

حضرت صاحب کا ایک مشہور الہام ہے۔ اخرج منه الیزیدیون ۔(ازالہ اوہام ص72) اس الہام کو بھی ہم لوگوں پر ہی لگایا گیا ہے۔ اور اس کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ یزیدی طبع لوگ قادیان سے نکال دیئے جائیں گے حالانکہ حقیقت یہ ہے اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ قادیان سے ہم کو کسی نے نکالا نہ تھا بلکہ ہم خود نکلے تھے۔

ہم قادیان سے کیوں نکلے؟: جب ہم نے دیکھا کہ یہاں حضرت مسیح موعود کی تعلیم کو بگاڑا جا رہا ہے آپ کے مسلک کے خلاف کلمہ گوؤں کی یہاں تکفیر کی جا رہی ہے۔ حضرت مسیح موعود کے اصل مقصد کو پیچھے پھینکا جا رہا ہے تو ہم خود قادیان سے چلے آئے۔ تاکہ دوسری جگہ جا کر اس کام کو انجام دیں۔ اور خدمت اسلام اور اشاعت قرآن کے سلسلہ کو جاری کریں۔

حضرت صاحب نے اس الہام کے کیا معنی کیے؟: پھر عجیب بات ہے کہ ہمارے قادیانی دوست الہام کو تو لے لیتے ہیں۔ اور جو معنے اس کے خود ملہم نے کئے ہیں، انہیں عمداً رد کر رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود کو مجدد سے نبی بنالیں گے، لیکن معنی وہ کریں گے جو ان کا اپنا جی چاہے گا۔ خواہ یہ معنی حضرت صاحب کے معنی کے خلاف اور اس کے بالکل ہی برعکس کیوں نہ ہوں! حضرت صاحب نے اس الہام کے یہ معنی کئے ہیں کہ اس قصبہ قادیان میں یزیدی طبع لوگ پیدا کئے گئے ہیں ان معنوں کو تو قادیانیوں نے دریا برد کیا۔ اور ان کی بجائے اپنے نئے معنی کر لئے!

یزید کی تعریف کس پر صادق آتی ہے؟: ان لوگوں نے حضرت مسیح موعود کے معنی کو تو چھوڑا تھا۔ کاش! یہ واقعات پر ہی کچھ نظر کرتے اور سوچتے کہ یزید کی تعریف ہم پر اور حضرت امام حسینؓ کی ان پر کس طرح صادق آ سکتی ہے؟ ایک طرف دنیوی شان و شوکت ہے اور دولت و امارت کا نظارہ ہے۔ دوسری طرف بے کسی اور بے سروسامانی ہے۔ واقعات کی روشنی میں اس بات کا فیصلہ کرنا مشکل نہیں کہ یزید کی تعریف کس پر صادق آتی ہے؟!

اگر ہم قادیان سے علیحدہ نہ ہوتے تو اس کا نتیجہ کیا ہوتا؟

جب ہم قادیان سے نکلے تھے تو سوچ سمجھ کر نکلے تھے۔ کہ اگر یہی چار پانچ آدمی بھی رہیں، تب بھی اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ وابستہ نہیں کریں گے، جو مسلمانوں کی تکفیر کرتے ہیں اور کام وہی کریں گے جو حضرت مسیح موعود کرتے تھے۔ یعنی تبلیغ اسلام اور اشاعت قرآن۔ حضرت مولانا نورالدین صاحبؒ کی وفات کے بعد جب قادیان میں مسجد کے اندر ان کے جانشین کے انتخاب کے لیے اجتماع ہوا۔ اور میں کچھ کہنے کے لیے اٹھا، تو چاروں طرف سے آوازیں آنے لگیں۔ خاموش کرا دو۔ بیٹھ جاؤ۔ اس وقت ہم کتنے آدمی وہاں سے اٹھ کر آئے تھے؟ اسے سب جانتے ہیں۔ اور ہم کیوں قادیان سے الگ ہوئے؟ محض اس لیے کہ حق وصداقت کو زندہ رکھنا ہے۔ اس حق وصداقت کو، کہ حضرت مرزا صاحب کا دامن اس بات سے بالکل پاک ہے کہ وہ کلمہ طیبہ پڑھنے والوں کی تکفیر کرتے تھے۔ اگر ہم وہاں سے نہ نکلتے تو سلسلہ کا حشر یہی ہوتا جو آج قادیان میں نظر آ رہا ہے۔ آج متفقہ طور پر کلمہ گوؤں کی تکفیر کی جاتی!

کلمہ گو کی تکفیر دین کے اندر ایک بہت بڑا فتنہ ہے: جانتے ہو کہ کلمہ گو کی تکفیر کے کیا معنی ہیں؟ کلمہ طیبہ اسلام کی سند اور ٹکٹ ہے۔ جو شخص باہر سے اسلام کے احاطہ کے اندر آتا ہے یہی ٹکٹ اور سند لے کر آتا ہے۔ جب یہ کہہ دیا جائے کہ یہ سند رکھنے والا مسلمان نہیں، تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ کلمہ منسوخ ہو چکا ہے۔ اب اس کے ذریعہ کوئی شخص مسلمان نہیں ہو سکتا۔ یہ دین کے لیے بہت بڑا فتنہ ہے۔

مولویوں اور قادیانیوں کی تکفیر کا فرق: میں جانتا ہوں کہ مسلمانوں میں تکفیر کی بیماری عام ہے۔مولوی تکفیر کے گناہ کے عام طور پر مرتکب ہوتے رہتے ہیں۔لیکن مولویوں کی تکفیر اور قادیانیوں کی تکفیر میں بہت بڑا فرق ہے۔مولوی چھوٹی چھوٹی باتوں اور فروعی امور میں تکفیر کرتے ہیں۔اور اس کا اثر بھی ساتھ ساتھ مٹتا جاتا ہے۔لیکن یہ کہنا کہ اب مسلمان ہونے کے لیے کلمہ طیبہ کافی نہیں رہا، جب تک کہ حضرت مرزا صاحب پر ایمان نہ لایا جائے، کوئی شخص کلمہ پڑھ کر مسلمان نہیں ہوسکتا، اس کا مطلب اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ کلمہ منسوخ ہو چکا ہے۔یہ دین کی بنیاد کو بدلنا نہیں تو اور کیا ہے؟!

ہم محض حق وصداقت کی غرض سے علیحدہ ہوئے: غرض ہم قادیان سے الگ ہوئے تو محض حق وصداقت کی خاطر الگ ہوئے۔ہم تو یہاں تک تیار تھے اور یہ تجویز ہم نے پیش بھی کی تھی کہ ہم ساتھ کام کرنے کے لیے آمادہ ہیں، لیکن ہم اس مسئلہ تکفیر میں اختلاف کرنے اور اس کے متعلق جماعت کو ہدایت دینے میں آزاد ہوں گے۔چنانچہ ہم قادیان سے حق وصداقت لے کر نکلے تھے۔ہمیں اگر خدا کامیاب کردے تو اس کا فضل ہے لیکن اگر ہم کامیاب نہ بھی ہوں تو یہ بھی اس کی مرضی۔مگر میں اس قدر جانتا ہوں کہ جو کوئی بھی آج تک حق وصداقت کو لے کر کھڑا ہوا ہے، وہ ناکام کبھی نہیں ہوا۔

ہم نے قادیانی غلو کو روکنے کی انتہائی کوشش کی ہے: مسیح اول (حضرت عیسیٰؑ) کے وقت پولوس کے غلو کی وجہ سے کیا حالت ہوئی؟ حتیٰ کہ شریعت کو لعنت قرار دیا گیا۔اگر مسیح موعود کے وقت بھی جماعت لاہور قادیان سے الگ نہ ہو جاتی، تو یقیناً یہی صورت پیدا ہو جاتی جو کہ مسیح اول کے وقت ہوئی تھی۔کیونکہ غلو کو روکنے والا کوئی نہ رہتا۔ہم نے جہاں تک ہو سکا، قادیانی غلو کو روکنے کی کوشش کی ہے۔اس کام پر اپنی طاقت خرچ کی ہے۔

قادیانی جماعت ایک نئے مذہب کی بنیاد رکھ رہی ہے: اصل میں جماعت قادیان کے پاؤں دو بیڑیوں میں ہیں۔وہ مسلمان بھی رہنا چاہتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ ایک نئے مذہب کی بنیاد بھی رکھ رہے ہیں۔لیکن یہ دونوں باتیں بیک وقت ناممکن ہیں۔یا تو وہ اسلام کے اندر ایک فرقہ کے طور پر رہیں۔(مسلمان فرقہ احمدیہ حضرت مسیح موعود کا اپنا تجویز کردہ نام ہے) یا پھر انہیں مسلمانوں سے بالکل علیحدہ ہونا پڑے گا۔آپ نے دیکھ لیا کہ جب قادیانی جماعت نے کلمہ طیبہ کو عملاً منسوخ قرار دیا تو اس کے ساتھ ہی دین کی بنیاد بھی بدل دی۔قادیان میں جوبلی کے موقعہ پر اسی پلیٹ فارم سے، جہاں سے خلافت کا جھنڈا لہرایا گیا تھا، یہ لیکچر دیا جاتا ہے کہ قرآن اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساتویں صدی عیسوی کی جہالتوں اور توہمات کو دور کرنے کے لیے تھے۔لیکن آج کل کی بین الاقوامی مشکلات کا حل ''احمدازم'' میں ہے!

بہائیت کی طرف راغب دوست سے گفتگو: دیکھ لیجئے۔نوبت کہاں تک پہنچ گئی ہے! میں نے اپنے ایک دوست کو، جو بہائیت کی طرف راغب ہیں، ایک بات کہی تھی۔وہ چند روز ہوئے بیماری کے ایام میں میری عیادت کے لیے آئے۔اگرچہ علالت کی وجہ سے مجھے باتیں کرنے کی ممانعت تھی، لیکن میں نے ان سے کچھ گفتگو کی۔اور کہا کہ آپ ان باتوں کے پیچھے نہ پڑیں کہ حضرت مرزا صاحب نے مدعی نبوت کی صداقت کے لیے 23 سال کی مدت مقرر کی ہے یا اس قسم کی دوسری باتیں۔دراصل آپ کے بابی اور بہائی ازم کی اصل بحث تو قرآن کریم اور اسلام کے ساتھ ہے۔اگر آپ کو یہ معلوم ہو جائے کہ قرآن کریم اور اسلام کے اندر فلاں فلاں دنیوی ضروریات و مشکلات کا علاج نہیں۔اور فلاں فلاں روحانی ضروریات

ومشکلات کا علاج نہیں۔اور ان کا علاج وحل بہائی، بابی ازم اور ''کتاب اقدس'' کے اندر موجود ہے، تو آپ کو اختیار ہے کہ اسلام اور قرآن کو چھوڑ کر بابی، بہائی ازم اور ''کتاب اقدس'' کو مان لیں۔لیکن اگر یہ صورت نہیں، تو ساری عمر ایک جگہ رہ کر، بغیر کسی معقول وجہ کے، انسان ادھر ادھر بھٹکتا پھرے، یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے۔

بڑھاپے کا اثر انسان کے دماغ اور ارادے پر: بعض وقت بڑھاپے کی وجہ سے دماغی توازن قائم نہیں رہتا۔ یہ کوئی برا ماننے کی بات نہیں، بلکہ ایک حقیقت ہے۔انسان جوں جوں بوڑھا ہوتا ہے، توں توں بچپن کی حالت عود آتی ہے اس کی رائے اور ارادہ پختہ نہیں رہتا۔کمزور ہو جاتا ہے۔لوگ اس وجہ سے گھبراتے ہیں لیکن یہ کوئی گھبرانے کی بات نہیں ہے۔ میں نے اپنے دوست سے کہا کہ کسی لمبی بحث کی ضرورت نہیں۔ایک موٹی بات سمجھ لیجئے۔صرف اتنا غور کر لیجئے کہ وہ کون سی بات ہے جو قرآن کریم میں موجود نہیں ہے؟ اور وہ اس کے باہر ''کتاب اقدس'' یا اور کسی کتاب میں موجود ہے۔حقیقت یہی ہے کہ قرآن کریم میں قیامت تک کے لیے ہر زمانہ کی تمام مشکلات کا حل موجود ہے۔

حق وصداقت پر مضبوطی سے کھڑے ہو جائیں: قادیان میں جوبلی کے موقعہ پر خلافت کا جھنڈا لہراتے وقت یہ بڑا بول بولا گیا کہ موجودہ زمانہ کی مشکلات کا حل ''احمد ازم'' میں ہے اور قرآن کے اندر موجود نہیں۔یہ صرف ساتویں صدی کے توہمات اور جہالتوں کے لیے موزوں تھا۔ گویا آج کل کی مشکلات کا حل قرآن کریم نہیں کر سکتا۔مسٹر ظفر اللہ اس جلسہ کے پریذیڈنٹ تھے۔اس طرح قادیان میں ایک نئے مذہب کی بنیاد رکھی جا رہی ہے۔لہٰذا آپ لوگوں کے سروں پر بڑی بھاری ذمہ داری ہے۔تم حق و صداقت کے اوپر مضبوطی سے کھڑے ہو جاؤ۔خواہ تمہیں حضرت امام حسینؓ کی طرح بظاہر ناکامی ہی نصیب کیوں نہ ہو۔اور تم ہلاک ہی کیوں نہ ہو جاؤ!

اختلاف میں مولوی غلام حسن صاحب کا حصہ: مولوی غلام حسن صاحب کی بیعت کی وجہ سے بعض طبائع میں طرح طرح کے سوالات پیدا ہوتے ہیں۔آج مولوی صاحب اگرچہ اس قسم کی باتیں کر رہے ہیں کہ جیسے انہیں ہم سے کوئی تعلق نہ تھا۔اور اختلاف میں ان کا کوئی حصہ نہ تھا۔ حالانکہ حقیقت اس کے خلاف ہے۔حضرت مولانا نور الدین صاحبؓ کی وفات کے موقعہ پر سب سے پہلا رسالہ جو میں نے قادیان میں بیٹھ کر لکھا، وہ مجھ اکیلے کی طرف سے نہ تھا، بلکہ اس پر مولوی غلام حسن صاحب نے اپنے قلم سے یہ الفاظ لکھے تھے: ''مذکورہ بالا مضمون کی میں تصدیق اور تائید کرتا ہوں۔ اپنے سلسلہ کی بھلائی اسی پر عامل ہونے میں یقین رکھتا ہوں'' (غلام حسن سب رجسٹرار پشاور)۔انہوں نے یہ سب کچھ اپنے ہاتھ سے کیا۔لیکن آج وہ اپنے آپ کو اس طرح ظاہر کر رہے ہیں گویا وہ بالکل الگ تھے۔

نصف صدی کی تحقیقات ایک دن میں غارت: اگر کوئی یہ کہے کہ مولوی صاحب بڑے آدمی تھے۔ بیشک بڑے تھے۔سلسلہ میں بھی اور ہماری اپنی جماعت کے اندر بھی۔ہمیں ان کی علیحدگی کا افسوس ہے۔مگر اس لیے کہ کس بلند مقام سے گر کر کہاں پہنچے! ذرا سوچنے والی بات ہے کہ ایک شخص 85 سال کی عمر تک لمبی تحقیقات کرتا ہے۔جو قریباً پچاس سال کی مدت پر پھیلی ہوئی ہے۔اور اس تحقیقات سے ایک نتیجہ پر پہنچتا ہے۔لیکن قادیان جا کر اس نصف صدی کی تحقیقات کے خلاف ایک دن میں کوئی بات سمجھ آ جائے! یہ کوئی تسلیم کرنے والی بات نہیں ہے۔ یہ تو ہو سکتا ہے کہ آج میں نے ایک بات کی تحقیقات کی اور کچھ عرصہ کے بعد اس کی غلطی مجھ پر ظاہر ہو گئی تو میں نے اپنی پہلی رائے کو بدل لیا۔لیکن 85 سال کی عمر تک کی تحقیقات کو قادیان پہنچ کر ایک دن کے اندر بدل دینا، اور انہی باتوں کو مان لینا، جن کی دن رات آپ تردید کیا کرتے تھے، واقعی تعجب انگیز ہے!

مولوی صاحب کو قادیان میں نئی بات کون سی نظر آئی ؟: اس تبدیلی کی وجہ تو مولوی صاحب نے کوئی بیان نہیں کی ،سوائے اس بات کے، کہ وہاں انتظام اچھا ہے۔ انتظام واقعی اچھا ہے۔ خلفیہ صاحب کی سواری نکلتی ہے تو بہت سے رضا کار آگے پیچھے ہوتے ہیں۔ سلامیاں ہوتی ہیں۔ چنانچہ ان باتوں کا تو ہماری طرح مولوی صاحب کو بھی پہلے سے علم تھا۔ سالہا سال سے وہ بھی ہماری طرح جانتے تھے کہ قادیان میں لوگ زیادہ ہیں۔ جتھا ہے۔ لیکن ہم پوچھتے ہیں کہ مولوی صاحب کو وہ نئی چیز قادیان میں کون سی نظر آئی ،جس کی وجہ سے انہوں نے ایک دن میں اس 50 سال کی تحقیقات کی بنا پر قائم رائے کو بدل دیا؟ یہ ہمیں نہیں بتائی جاتی۔

قادیانی جماعت کی کثرت اور نظام کی حقیقت: نظام اچھا ہے۔ محض اس بات پر اپنی پچاس سالہ تحقیقات کے نتائج کو غارت کر دینا، اور اس کے برعکس نتائج کو مان لینا، یہ کوئی خوبی کی بات نہیں ہے۔ نظام کیوں نہ اچھا ہو؟ چھ لاکھ سالانہ کا بجٹ ہے۔ دس بارہ نظارتیں ہیں۔ سوائے نظام اور تنظیم کے اور کوئی کام نہیں ہے۔ اگر نظام کی خوبی ہی بیعت کی وجہ ہے تو یہاں لاہور میں ہماری آنکھوں کے سامنے علامہ مشرقی کھڑا ہوتا ہے، اور آٹھ نو سال کے اندر ایسا وسیع نظام کھڑا کر دیتا ہے کہ قادیان کا نظام اس کی گرد کو بھی نہیں پہنچتا۔ اگر یہی بات تھی تو مشرقی کی بیعت کرنی چاہئے تھی۔ پھر یہ کہنا کہ قادیان میں سواد اعظم ہے۔ یہ بھی غلط ہے۔ سواد اعظم قادیان میں نہیں بلکہ سواد اعظم یہ دوسرے مسلمان ہیں۔ قادیانی جماعت تو اس سواد اعظم کے بالمقابل بہت ہی قلیل حصہ ہے۔

مولوی صاحب کی تفسیر ''حسن بیان'' کے چند حوالے: مولوی صاحب نے ابھی دو اڑھائی سال ہوئے 1937ء میں اپنی تفسیر ''حسن بیان'' شائع کی ہے۔ اس میں سے بطور نمونہ چند حوالے میں آپ کو سناتا ہوں۔ جن سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ مولوی صاحب کہاں سے کہاں پہنچ گئے ہیں۔ اور کس جگہ سے اٹھ کر کس جگہ گرے ہیں۔ مسئلہ نبوت کے متعلق مولوی صاحب فرماتے ہیں۔

''اللہ تعالیٰ نے جہاں جہاں مصلحین کی بعثت کا ذکر کیا ہے، وہاں رسول کا لفظ استعمال کیا ہے۔ جو قرآن کریم کی اصطلاح میں نبی اور مجدد کے درمیان مشترک ہے۔ جس سے یہ مراد ہوئی کہ جدید شریعت کی ضرورت پیش آتی ہے تو شارع نبی مبعوث ہوتے ہیں۔ جن کی نبوت حقیقی ہوتی ہے۔ اور اگر شریعت کے احکام میں کچھ غلط فہمیاں پیدا ہوگئی ہیں جوامت کے لیے مضر ہیں تو محدث بفتح دال یا مجدد کھو مبعوث ہوتے ہیں۔ جن کو مجازاً نبی کہہ سکتے ہیں۔ کہ ان میں الہام جو قوی شعبہ نبوت ہے، پایا جاتا ہے۔'' صفحہ 162

''رسول کے لفظ میں مجدد بھی شامل ہیں۔ جہاں کہیں اس سنت الٰہی کا ذکر آیا ہے، وہاں رسل کا لفظ آیا ہے نہ انبیاء کا۔ پس رسول دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ جو شریعت لائے ہیں۔ ان کو نبی کہتے ہیں۔ اور ایک وہ جو شریعت سابقہ کی تجدید اور تعمیل کرانے کے لیے آتے ہیں، ان کو مجدد یا محدث (بفتح دال) کہتے ہیں۔ وہ ملہم (بفتح ہا) ہونے کی صفت میں انبیاء کے مثیل ہوتے ہیں۔'' صفحہ 8

اس کے بعد مولوی صاحب ایک جگہ اس طرح لکھتے ہیں:

''بعض فرقے کہتے ہیں کہ نبوت ایک انعام تھا جو امم کے افادہ کے لیے چلا آتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ انعام کس طرح بند کیا۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ ایک سخت بوجھ تھا جو اُمتوں کے ذمہ چلا آتا تھا۔ اور جس پر عمل نہ کرنے سے کفار مومنوں سے بڑھ جاتے تھے اور اصحاب النار میں داخل ہو جاتے تھے۔ اب یہ بوجھ امتوں سے اتار دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو اپنی نعمت میں داخل کرتا ہے۔ مسلمان اس بوجھ سے ہلکے ہو گئے ہیں اگر مسلمانوں میں مومن بہ مبعوث ہوتے تو ان میں سے لاکھوں کافر ہو کر مرتے۔ یہ عجیب بات ہے کہ جو فرقہ خاتم النبیین کے بعد انبیاء کی بعثت کا قائل ہے ان پر حجت قائم

کرنے کے لیے انہیں میں سے کئی ایسے افراد پیدا ہو گئے ہیں کہ وہ نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ مگر وہ فرقہ ان کی طرف کوئی توجہ نہیں کرتا۔ گویا وہ ان کی بعثت کو باطل سمجھتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ اپنے باطل عقیدہ کے خلاف اس آیت سے کوئی فائدہ اٹھاتے، اپنی تائید کے لئے اس میں سے ایک دلیل پیدا کرلی ہے کہ ان آیات میں جس رسول کے متعلق جملہ انبیاء سے میثاق لیا گیا تھا، ان میں محمد صلعم بھی شامل ہیں۔ کیونکہ لفظ النّبیین میں وہ بھی داخل ہیں۔ اور وہ رسول صرف مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہیں۔'' صفحہ 68-69

اب دیکھئے۔ مولوی صاحب کہتے ہیں کہ دونوں جماعتیں ہی حضرت مرزا صاحب کو نبی مانتی ہیں۔ حالانکہ اپنی تفسیر میں وہ یہ لکھ چکے ہیں۔

''......اس آیت سے ایک باطل پرست قوم یہ استدلال کرتی ہے کہ کسی نبی کے بعد دوسرے نبی کے نہ آنے کا عقیدہ آل فرعون کا عقیدہ ہے۔ گویا حضرت محمد رسول اللہ صلعم کو خاتم النبیین ماننا آل فرعون کی تقلید ہے۔ فقد جاء و ظلما و زورا'' (4:25) صفحہ 480۔

افسوس! آج مولوی صاحب کو اپنی یہ ساری تحریریں فراموش ہوگئیں۔

مسئلہ خلافت کے متعلق مولوی صاحب کے ارشادات: خلافت جس کا قادیان میں آج اس قدر شور اور چرچا ہے اور جس کی بیعت خود مولوی صاحب نے کی ہے۔ اس کے متعلق بھی مولوی صاحب کا پہلا عقیدہ اور خیال سن لیجئے۔

''بنی اسرائیل میں خلافت دو طریق سے تھی۔ سیاسی اور روحانی۔ ان میں بادشاہ بھی ہوئے اور انبیاء بھی۔ مشیّت یہ چاہتی ہے کہ دونوں خلافتیں مسلمانوں میں بھی جاری رہیں۔ مگر رسول اللہ صلعم خاتم النبیین ہیں۔ جن کے بعد کوئی نبی نیا ہو یا پرانا نہیں آ سکتا۔ اس واسطے بجائے انبیاء ان میں ملہم (بفتح ہا) جن کو محدث بفتح تشدید دال سے تعبیر کرتے ہیں، خلیفہ یا مجدد کے لقب سے آتے رہے اور یہ خلافت حضرت مرزا غلام احمد قادیانی پر ختم ہوئی۔ آئندہ کوئی آوے گا تو بطور مجدد آوے گا۔'' صفحہ 367

ایک اور قابل غور حوالہ: سورۃ الصّفّت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ:

''مبطلین (مولوی صاحب قادیانیوں کو اپنی تفسیر میں بالعموم اسی لفظ سے یاد کرتے ہیں۔ یہ ذرا قابل غور ہے۔ پیغام صلح) کو یہاں ماضی کو معنی مضارع لینا پڑتا ہے۔ جو اس وقت جائز ہے جب ماضی کا معنی متعذر رہو۔ ایک اور بات پر غور کرو۔ اسلام کی طرف بلانے والا کون ہے۔ اور اس کے مقابل افتراء کرنے والا کون۔ اسلام کی طرف بلانے والا تو حضرت احمد صلعم ہے۔ اور افتراء کرنے والے بنی اسرائیل ہیں۔ جو اس کی تعلیم کو باطل قرار دیتے ہیں۔ لیکن مبطلین کے نزدیک اسلام کی طرف بلانے والے غیر احمدی ہیں......اور جس کو اسلام کی طرف بلاتے ہیں وہ مرزا صاحب ہیں۔ اور آیت میں ہے کہ مفتری وہی شخص ہے جس کو اسلام کی طرف بلاتے ہیں۔ پس معاذ اللہ مرزا صاحب مفتری ٹھہرے۔ باطل حق کے قالب میں کبھی ٹھیک نہیں بیٹھ سکتا''۔ صفحہ 572

مولوی صاحب کی بیعت غالبًا جلد بازی کا نتیجہ ہے: خدا جانے مولوی صاحب اب اپنی اس تفسیر کو کیا کریں گے؟ کیا ڈاکٹر عبدالحکیم کی طرح اس کے نسخے لوگوں سے واپس منگا کر صفحات تبدیل کریں گے؟ غالبًا مولوی صاحب نے بہت ہی جلدی میں بیعت کی ہے۔ سوچا سمجھا نہیں۔ افسوس! وہ اسی غلطی میں مبتلا ہو گئے، جس کے خلاف انہوں نے عرصہ تک جہاد کیا۔

پیر پرستی بہت بڑی مصیبت اور ایک قسم کا شرک ہے: پیر پرستی ایک ایسی مصیبت ہے کہ اس میں مبتلا ہو کر انسان کچھ سوچ اور سمجھ نہیں سکتا۔ پیر اور خلیفہ جو صحیح یا غلط کہہ دے، مرید وہی مانتا چلا جاتا ہے۔ گویا اسے خدا کا درجہ دے دیتا ہے۔ یہ دراصل ایک قسم کا شرک ہے۔ دوسرے شرکوں سے تو نجات ہو جاتی ہے، لیکن یہ ایسا شرک ہے جس سے نکلنا آسان نہیں۔ افسوس! مولوی صاحب اپنی 85 سال تک کی عمر کی تحقیقات کے نتائج کو بالکل پس پشت پھینک کر اس شرک میں مبتلا ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ رحم کرے۔

(پیغام صلح 27 فروری 1940ء)

حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؒ اور آپ کا علم کلام

ملک بشیر اللہ خان راسخ (راولپنڈی)

حضرت مسیح موعودؑ کے والد ماجد نے آپ کا نام غلام احمد رکھا جو نہایت ہی اسم با مسمی ثابت ہوا یعنی آپ نے احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین و خاتم المرسلین کی غلامی کا حق ادا کر دیا اور اگر غلام احمد کے ساتھ قادیانی کا لفظ ملا دیا جائے تو بحساب جمل غلام احمد قادیانی کے عدد 1300 بنتے ہیں گویا قدرت نے آپ کے والد سے نام ہی ایسا رکھوایا جس میں یہ اشارہ تھا کہ ہجرت کے 1300 سو سال کے بعد تیرھویں صدی کے آخر میں جس مبارک وجود نے خلعت مجددیت سے سرفراز ہونا تھا وہ آپ ہی ہیں۔

چنانچہ جب آپ منصب مجددیت پر کھڑے کیے گئے تو جناب الٰہی سے غلام احمد قادیانی کے الفاظ آپ کو الہاماً بتائے گئے اور ان کے اعداد کی طرف آپ کی توجہ منعطف کرائی گئی۔ اسی طرح مسیحیت کا لقب پانے پر جناب الٰہی کی طرف سے آپ کو یہ شعر الہام ہوا

برتر گمان و وہم سے احمد کی شان ہے
جس کا غلام دیکھو مسیح زماں ہے

گویا قدرت کی طرف سے غلام احمد کو مسیحت کا مقام ملنے میں یہ ظاہر کرنا مقصود تھا کہ آنحضرت صلعم کا مقام کس قدر وہم گمان سے بڑھ کر ہے کہ آپ کا غلام مسیح زمان کے مرتبہ پر فائز ہو سکتا ہے۔ براہین احمدیہ کتاب میں آپ نے مجدد ہونے کا دعویٰ کیا۔ لیکن اس دعویٰ مجددیت کا اعلان خاص طور پر آپ نے 1885ء کے شروع میں ایک اشتہار کے ذریعہ کیا جو 20 ہزار کی تعداد میں اُردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں چھاپا اور مشتہر کیا گیا تھا اُس اشتہار کا اوّل حصہ درج کرتا ہوں تا اس بات کا علم ہو کہ آپ کا مقصد مجددیت سے محض اعلائے کلمتہ الاسلام کی خدمت تھی اور حضرت مسیحؑ سے بشدت مماثلت کا اظہار اُس وقت بھی آپ نے فرمایا تھا گو اس وقت تک آپ کو علم نہ تھا کہ میں ہی وہ مسیح ہوں جس کے آنے کا اُمت کو وعدہ دیا گیا تھا۔

براہین احمدیہ میں آپ فرماتے ہیں:

"مصنف کو اس بات کا بھی علم دیا گیا ہے کہ وہ مجدد وقت ہے اور روحانی طور پر اس کے کمالات مسیح ابن مریم کے کمالات کے مشابہ ہیں اور ایک دوسرے سے بشدت مناسبت و مشابہت ہے۔ اور اس کے خواص انبیاء و رسل کے نمونہ پر اکابر اولیاء سے فضیلت دی گئی ہے کہ جو اس سے پہلے گزر چکے ہیں اور اس کے قدم پر چلنا موجب نجات و سعادت و برکت اور اس کے خلاف چلنا موجب بعد و حرمان "دُوری یا مایوسی ہے"

بعض لوگوں کی طرف سے یہ اعتراض پیش کیا جاتا ہے کہ جب حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ فقط چودھویں صدی کے مجدد ہونے کا تھا تو یہ مسیح موعود اور مہدی معہود کے دعاوی ساتھ ملانے کی کیا ضرورت تھی۔ دعویٰ مسیحت و مہدویت کی ضرورت کیا تھی۔ حدیثوں میں مسیح موعود کے آنے کا ذکر ہے۔ اور مہدی سے متعلق اگر مان بھی لیا جائے کہ حدیثیں بلحاظ صحت مضبوط نہیں جو مسیح موعود کی آمد کے متعلق ہیں مگر ان کے تواتر سے انکار نہیں ہو سکتا۔ تو حضرت مرزا صاحب نے اعلان کیا کہ جو مجھ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ظاہر کیا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں اور جس مسیح کے اس اُمت میں آنے کی پیشگوئی ہے وہ اسی اُمت کا ایک مجدد ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آ بھی کیسے سکتے ہیں جبکہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے بعد بہ وجہ نبوت ختم ہو جانے کے کسی نبی کی ضرورت باقی نہیں رہی نہ نئے کی نہ پرانے کی۔ جب نبوت کا کام ختم ہو چکا ہے تو پھر کسی نبی کا آنا بیکار ہے اور ناحق کا فتنہ ہے۔ خدا کے کام لغو اور عبث نہیں ہوا کرتے۔ بلاوجہ کسی نبی کو دو ہزار برس آسمان پر بٹھا رکھے اور پھر دنیا میں بھیج دے جبکہ اس کا کوئی کام نہ ہو کیونکہ نبوت کے جملہ کمالات اور نبوت کے

سب کام حضرت محمد رسول اللہ صلعم پر ختم ہو چکے ہیں۔ اب تو فقط تجدید دین کا کام ہے۔ جس کے لئے مجدد دین آتے رہیں گے پس آنے والا موعود جو بھی ہوگا وہ مجدد ہی ہوسکتا ہے لہذا آنے والا مسیح بھی اسی اُمت سے ہوگا اور ایک امام اور مجدد ہے جو مسیح موعود ہے۔

جو دلائل اور براہین سے اسلام کو دنیا میں پھیلائے گا اور تمام ادیان باطلہ پر غالب کر کے دکھائے گا اور ایسے مہدی کا آنا جو تلوار سے دین اسلام کو پھیلائے گا جیسا کہ عام طور پر مشہور کیا گیا ہے غلط اور قرآن شریف کی کھلی تعلیم کے خلاف ہے پس ان دلائل سے ٹھوکر کھا جانا سخت غلطی ہے۔

مسیح موعود فرماتے ہیں: ''ان تمام دعاوی میں مجدد سے بڑھ کر کوئی دعوے نہیں۔ چودھویں صدی کا مجدد ہونے کے لئے بجز اس احقر کے کس نے دعویٰ کیا ہے اور یہ یاد رکھنا چاہیے کہ مسیح موعود ہونے کا دعویٰ ملہم من اللہ اور مجدد من اللہ کے دعوے سے کچھ بڑا نہیں''۔ (آئینہ کمالات اسلام)

مسیح موعودؑ نے پوری دنیا کے عالموں، واعظوں، مفتیوں، شیخ الاسلام، مجتہدوں کو دعوت دی تھی اور اب بھی دعوی عام ہے کہ قرآن شریف سے حیات مسیح ثابت کریں تو میرا دعویٰ غلط ہے۔

مسیح موعودؑ کے پاس لدنی علم تھا یعنی بمعنی وہ چیز جو اللہ تعالیٰ اپنے پاس سے محض اپنے فضل و کرم سے بغیر سیکھنے اور بغیر تلاش اور کوشش کے کسی شخص کو عطا کرے۔ قرآن شریف سے 30 مبارک آیات کریمہ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر پیش کی ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات حضرت صاحب کے علم الکلام کا ایک اہم موضوع ہے جس سے انہوں نے عیسائی مبلغین کو آڑے ہاتھوں لیا ہے۔ اگلے صفحات میں وفات مسیح کا تذکرہ کروں گا مگر اس سے پہلے ایک الزام کو دور کرتا چلوں کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔

مسیح موعودؑ کا دعویٰ نبوت سے انکار آپ کی تحریرات میں جا بجا ملتا ہے آپؑ فرماتے ہیں:

''میں مدعی نبوت پر لعنت بھیجتا ہوں
مدعی نبوت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں

عامتہ الناس پر ظاہر کرتا ہوں کہ مجھے اللہ جل شانہ کی قسم ہے کہ میں کافر نہیں۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ میرا عقیدہ اور ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت میرا ایمان ہے۔ میں اپنے اس بیان کی صحت پر اس قدر قسمیں کھاتا ہوں جس قدر خدا تعالیٰ کے پاک نام ہیں۔ اور جس قدر قرآن کریم کے حروف ہیں۔ اور جس قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تعالیٰ کے نزدیک کمالات، کوئی عقیدہ میرا اللہ اور رسول کے خلاف نہیں۔

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دین
دل سے ہیں خدام ختم المرسلین
سارے حکموں پہ ہمیں ایمان ہے
جان و دل اس راہ پہ قربان ہے
ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اُوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران وتباب
اندریں دین آمدہ از مادریم
ہم بریں از دار دنیا بگذریم

آپؑ مزید فرماتے ہیں:

''خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ میں مسلمان ہوں اور اُن سب عقائد پر ایمان رکھتا ہوں جو اہل سنت والجماعت مانتے ہیں اور کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا قائل ہوں اور قبلہ کی طرف نماز پڑھتا ہوں اور میں نبوت کا مدعی نہیں ہوں بلکہ ایسے مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں (کتاب آسمانی ص 4)

غرض وہ تمام امور جن پر سلف صالحین کا اعتقاد اور عملی طور پر اجماع تھا اور

وہ امور جو اہل سنت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں۔ ان سب کا ماننا فرض ہے اور آسمان وزمین کو اس بات پر گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے اور جو شخص مخالف اس مذہب کے کوئی اور الزام ہم پر لگاتا ہے وہ تقویٰ اور دیانت کو چھوڑتا ہے۔ (اعلان حضرت مسیح موعود رسالہ دین الحق ص 66)

آپؑ کا ایک قول یہ بھی ہے کہ ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ایمان رکھتا ہوں اور وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت جو زیر سایہ نبوت محمدیہ اور بہ اتباع آنجناب اولیاء کو ملتی ہے اس کے ہم قائل ہیں اور اس سے زیادہ جو شخص ہم پر الزام لگائے وہ تقویٰ اور دیانت کو چھوڑتا ہے۔ غرض نبوت کا دعویٰ اس طرف بھی نہیں۔ صرف ولایت اور مجددیت کا دعویٰ ہے''۔

مسلمان از روئے حدیث نبوی صلعم کون ہے

من قال لا اله الا اللّٰه فقد دخل الجنة ''جو شخص کلمہ طیبہ کا قائل ہو وہ جنت میں داخل ہو گیا''۔

من صل صلوتنا واستقبل قبلتنا واکله ذبیحتنا فهو مسلم مله ذمة اللّٰه وذمة رسوله ''جو شخص ہمارے جیسی نماز پڑھتا ہے، ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرتا ہے اور ہمارا ذبیحہ کھاتا ہے وہ مسلمان ہے اس کے لئے اللہ اور رسول کی حفاظت ہے۔

وفات مسیح، حیات مسیح، نزول مسیحؑ قصہ پارینہ ہے، ہزاروں برس گزر گئے مگر نقطہ وروں سے نقطہ کھل نہ سکا۔ اور جیسا کہ یہ عاجز مختلف تحریرات میں اہم نقطہ پیش کر چکا ہے کہ دنیاوی عالموں کا جہاں علم ختم ہو جاتا ہے وہاں سے ''عارف'' خداوند کریم کے فرستادہ ولی اللہ، مجدد، محدث کا علم شروع ہوتا ہے۔ اپنے بندوں کو اللہ تعالیٰ وہ الفاظ اور معارف عطا کرتا ہے جو بذریعہ الہام، بذریعہ وحی ولایت سے ولی اور عارف کو حاصل ہوتے ہیں۔ ایسے غیبی امور کو ''لدنی علم'' لدنی علم لفظ عربی کا ہے۔ منسوب بہ لدن بمعنی نزدیک یعنی وہ چیز جو اللہ تعالیٰ اپنے پاس سے محض اپنے فضل وکرم سے بغیر سیکھنے اور بغیر تلاش اور کوشش کے کسی شخص کو عطا کرے۔''

یہاں اس مقام پر عارف کی ان غیر معمولی باتوں کو سن کر عالم ٹھوکر بھی کھا جاتے ہیں اور پھر فتویٰ کفر تو بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔

اس نے یونہی مذاق میں کافر کہا مجھے
ہر آدمی نے کفر کا فتویٰ لگا دیا

مسیح علیہ السلام زندہ آسمان پر چلے گئے ہیں یا وفات پا گئے ہیں اور زندہ آسمان پر چلے گئے ہیں اور زندہ جسد خاکی کے ساتھ اور طعام ومشروبات حاجات بشری کے ساتھ آسمان پر موجود ہیں اور ہفت افلاک (سبع سموات) سات آسمانوں میں کسی آسمان پر قیام پذیر ہیں اور مسیح علیہ السلام کا آسمان پر جانا اس میں خداوند کریم کی کیا حکمت تھی کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران خدا میں صرف عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر زمین سے جسم خاکی کے ساتھ اٹھانے کے لئے چنا۔

اور پھر کس وقت دوبارہ کس اپنی حکمت کے ساتھ اللہ تعالیٰ مسیح علیہ السلام کو اسی جسم خاکی کے ساتھ زمین پر اتاریں گے اور کس مقصد کے لئے آپ کی آمد دوبارہ اُمت میں ہووے گی اور جب آپ آسمان پر چلے گئے تو آپ باکتاب نبی اللہ تھے۔ احکام الٰہی سے آپ کے دل کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے روشن کیا۔ بائبل اور انجیل مقدس کلام سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو نوازا تھا۔ صاحب کتاب نبی اللہ ہو کر عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر گئے اور زمین کی طرح آسمان پر بھی قریباً دو ہزار سال سے زندہ ہیں اُسی طرح جس طرح زمین پر تھے تو یقیناً جس طرح گئے اُسی جسم، اُسی نورانی چہرہ مبارک کے ساتھ نزول مسیح بھی ہوگا۔ آپ قارئین کو بھی مجھ سے کہیں زیادہ علم حاصل ہوگا کہ وہ کیا سوچتے چلے آرہے ہیں اور بہت کچھ پڑھ چکے ہیں۔ سن چکے ہیں۔ تو جمہور کا اتفاق ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آویں گے اور اُمتی بن کر آویں گے سچائی کو پھیلاویں گے۔

دو ہزار سال سے آسمان پر کیسے زندہ موجود ہیں۔ یہ نہایت باریک نقطہ ہے اور سوال ہے کہ آپ ہیں تو نبی اللہ تو آپ دوبارہ زمین پر آکر نبی اللہ نہ رہیں یعنی پیغمبر خدا کی بزرگی وعظمت سے دستبردار ہو کر آویں گے۔ اپنی سابقہ نبوت کا روحانی تاج آپ سے واپس لے لیا جاوے گا۔ یہ بھی نہایت باریک نقطہ اور غور طلب بات بھی ہے اور سوال بھی ہے۔

عیسیٰ عربی زبان کا لفظ ہے۔ سریانی لفظ یسوع کا معرب ہے۔ معرب بھی عربی لفظ ہے وہ لفظ جو کسی اور زبان کا ہو مگر اس میں تھوڑا سا تصرف کر کے اسے عربی بنالیا گیا ہو۔ جیسے مسک معرب ہے فارسی لفظ مشک کا۔

عیسیٰ علیہ السلام مشہور پیغمبر ہیں آپ کی اُمت عیسائی کہلاتی ہے اور آپؑ کے نام پر سن عیسوی جاری ہے۔ آپ حضرت مریم علیہا السلام کے بیٹے تھے۔ اس لئے آپ کو روح القدس یا روح اللہ کہتے ہیں۔ یہودیوں نے آپ کے پیغام حق سنانے پر بڑے بڑے مظالم توڑے اور آخر عیسائیوں کے خیال کے مطابق اُنہیں صلیب دیا گیا۔ مگر مسلمان اس بات کو غلط مانتے ہیں کیونکہ کوئی پیغمبر اس طرح ذلت کی موت نہیں مرتا، نہیں مارا جاتا۔ ان کا خیال ہے عیسیٰ علیہ السلام کے دھوکہ میں ایک دوسرے آدمی کو صلیب دیا گیا۔

انجیل، سریانی زبان کا خالص لفظ ہے اس کا معنی خوشخبری مژدہ ہے اور یہ آسمانی کتاب کا نام بھی ہے۔ داؤد علیہ السلام پر زبور، ابراہیم علیہ السلام پر صحیفے، موسیٰ علیہ السلام پر تورات، عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین و خاتم المرسلین پر آخری کتاب قرآن مجید فرقان حمید نازل ہوئی۔

ابراہیم علیہ السلام کے صحیفے ناپید، زبور ناپید، تورات میں یہودیوں نے جگہ جگہ تحریف کردی۔ انجیل عیسائیوں نے تحریف کردی اور قرآن مجید کی حفاظت کا اللہ تعالیٰ نے خود ذمہ لیا ہے۔ اور اس مقدس اور آخری کتاب کی زیر، زبر، پیش، مدتک کوئی نہ چھیڑ سکا نہ قیامت تک کوئی چھیڑ سکے گا، کروڑوں حفاظ کے دلوں میں قرآن شریف محفوظ ہے اور اس کتاب مقدس کے حامل عظیم الشان ہمارے پیارے نبی خاتم الانبیاء، سردار الانبیاء، سرور کونین، سید مجتبیٰ، نور الہدیٰ حضرت محمد صلعم اور اس مقدس کتاب کے کاتبین عظیم الشان ہستیاں حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ ودیگر ہیں۔

عیسیٰ علیہ السلام کا دعویٰ نبوت جس پر یہودی، مفتیوں اور عالموں کا عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا انکار اپنی مقدس تورات کی کتاب کے حوالوں سے ان پر مفتری، کذاب اور واجب القتل کا فتویٰ جاری کیا اور صلیب پر لٹکانے کا حکم دیا۔ سزائے موت سنائی اور نعوذ باللہ لعنتی قرار دے کر صلیب پر کیلیں جسم میں جگہ جگہ ٹھوک کر لٹکا دیا گیا۔

یہ ذکر ایک اشارہ ہے صلیب پر چڑھائے جانے کا اور یہاں تک یہ معاملہ کیوں اور کیسے پہنچا اس کی تفصیل کی طرف بڑھنے کی سعی کروں گا۔ واقعات کو قلمبند کروں گا۔ تورات کتاب میں کیا لکھا ہوا ہے۔

انجیل میں کیا لکھا ہوا ہے۔ قرآن شریف میں کیا لکھا ہے۔ احادیث میں کیا ذکر ہے۔ تاریخ اور مورخین کیا کہتے ہیں اور مختلف ہستیاں اور شخصیات کیا بیان کرتی ہیں۔ اس سے پہلے سورۃ البقرہ پارہ الم کی آیت مبارکہ نمبر 44 کا مختصراً بیان بمعہ اُردو ترجمہ

وانتم تتلون الکتب افلا تعقلون ''حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو پس کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے''

لفظ تعقلون، عقل کے اصل معنی روکنا اور پکڑ لینا ہے۔ جیسے عقال (اونٹ کا گھٹنا، باندھنے کی رسی) سے اونٹ کا روک لینا۔ حدیث میں ہے اعقل وتوکل جہاں اعقل کے معنی گھٹنا باندھ دو ہیں۔

امام راغبؒ (امام لغت) کہتے ہیں عقل کا استعمال دو طرح پر ہے ایک اس قوت کو عقل کہا جاتا ہے جو قبول علم کے لئے انسان کو تیار کرتی ہے اور دوسرے اس علم کو بھی عقل کہتے ہیں جو اس قوت کے ذریعہ سے انسان حاصل کرتا ہے اور لکھتے ہیں کہ جہاں جہاں اللہ تعالیٰ نے عدم عقل کے لئے کفار کی مذمت کی ہے وہاں یہ دوسرے معنی ہی مراد ہیں اور یہ بات صاف بھی ہے۔ قوت تو اللہ تعالیٰ نے سب انسانوں میں رکھی ہے۔ قابل الزام وہی ہیں جو اس قوت سے کام نہیں لیتے۔ یہاں بالخصوص خطاب علماء سے ہے جو دوسروں کو لمبے چوڑے واعظ کرتے ہیں اور اپنی اصلاح نہیں کرتے اگر خطاب بنی اسرائیل کے علماء سے لیا جائے تو رسول اللہ صلعم کی پیشگوئیوں کی طرف توجہ دلائی ہے۔ مگر میرے نزدیک خطاب مسلمانوں سے ہے۔ اس طرح دونوں خطابوں کو ملانے میں یہ اشارہ ہے کہ یہ جو کچھ کہا گیا ہے مسلمانوں کی تعلیم کے لئے کہا گیا ہے جب تک واعظ خود عامل نہ ہو۔ اس کا وعظ دوسروں پر بھی اثر نہیں کرتا۔ (جاری ہے)

حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؒ کی زندگی کا مقصد محض احیائے اسلام

جسارت نذر رب

خدا تعالیٰ نے انسان کو اُس کے مقصد پیدائش کو یاد دلاتے رہنے کے لئے انبیاء کی بعثت کا سلسلہ جاری فرمایا۔ خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰؐ کمالات و زماں کے لحاظ سے آخری نبی ٹھہرے اور آپ کے بعد معاشروں کی اصلاح کے لئے ہر صدی پر مجددین کی بعثت ہوتی رہی تا کہ بندگان خدا کے دلوں میں نیکی اور تقویٰ کی شمعیں روشن رہیں۔ چودھویں صدی میں اپنے وعدہ کے مطابق خدا تعالیٰ نے ایک ایسے مجدد کو مبعوث فرمایا جس کے حصے میں اصلاح کے لئے مشکل ترین کام تھے۔ چودھویں صدی کا جائزہ لیں تو گذشتہ تمام صدیوں کے مقابلہ میں روحانی قوتیں دم توڑ چکی تھیں اور انسانیت کی بقا کے لئے صرف ایک ہی راستہ تھا کہ کوئی مردِ جری اس کو سدھارے۔ اس گھپ اندھیرے میں جہاں حضرت محمدؐ کے لائے ہوئے پیغام کو اپنی اپنی مرضی کے معنی پہنا کر مسلمان اسلام کی تعلیم کو مسخ کر چکے تھے وہاں حضرت مسیح موعودؑ نے خدا سے حکم پا کر ایک تقویٰ شعار لوگوں کی جماعت کا قیام فرمایا تا کہ تقویٰ سے معمور لوگ ایک عظیم مقصد کے لئے ایک پلیٹ فارم پر اکٹھے ہوں اور دوسروں کے لئے ہدایت اور نیکی کا اعلیٰ نمونہ ہوں۔ اس غرض کے لئے آپ نے بیعت کا سلسلہ شروع کیا جو 23 مارچ 1889ء کو لدھیانہ میں حضرت احمد جان صاحب کے مکان پر فرمایا۔

دس شرائط بیعت ایک ایسا منشور ہے جس کی ہر شرط حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کی اعلیٰ اغراض کی نشان دہی کرتی ہے۔ آپ نے بیعت کرنے والوں پر واضح فرمایا کہ نجات کے لئے صرف رسمی بیعت میں داخل ہونا اور آپ کو امام سمجھ لینا ہر گز کافی نہیں۔ آپ نے ارکانِ دین پر عملی پیرا ہونے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا:

''سوا اے وے تمام لوگو! جو اپنے تئیں میری جماعت میں شمار کرتے ہو آسمان پر تم اُس وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے جب سچ مچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے۔ سو اپنی پنج وقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو کہ گویا تم خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہو۔ اور اپنے روزوں کو خدا کے لئے صدق کے ساتھ پورے کرو۔ ہر ایک جو زکوٰۃ کے لائق ہے وہ زکوٰۃ دے اور جس پر حج فرض ہو چکا اور کوئی مانع نہیں وہ حج کرے نیکی کو سنوار کر ادا کرو اور بدی کو بیزار ہو کر ترک کرو۔ یقیناً یاد رکھو کہ کوئی عمل خدا تک نہیں پہنچ سکتا جو تقویٰ سے خالی ہو۔ ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے۔ جس عمل میں یہ جڑ ضائع نہیں ہوگی وہ عمل بھی ضائع نہیں ہوگا۔ ضرور ہے کہ انواع رنج و مصیبت سے تمہارا امتحان ہو۔ جیسا کہ پہلے مومنوں کے امتحان ہوئے۔ سو خبردار رہو۔ ایسا نہ ہو کہ ٹھوکر کھاؤ۔ زمین تمہارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتی اگر تمہارا آسمان سے پختہ تعلق ہو۔ جب کبھی تم اپنا نقصان کرو گے تو اپنے ہاتھوں سے نہ کہ دشمن کے ہاتھوں سے۔ اگر تمہاری زمینی عزت ساری جاتی رہے تو خدا تمہیں ایک لازوال عزت آسمان پر دے گا۔ سو تم اُس کو مت چھوڑو۔ اور ضرور ہے کہ تم دُکھ دیئے جاؤ اور اپنی کئی اُمیدوں سے بے نصیب کئے جاؤ۔ سو ان صورتوں سے تم دلگیر مت ہو کیونکہ تمہارا خدا تمہیں آزماتا ہے کہ تم اُس کی راہ میں ثابت قدم ہو یا نہیں۔ اگر تم چاہتے ہو کہ آسمان پر فرشتے بھی تمہاری تعریف کریں تو تم ماریں کھاؤ اور خوش رہو۔ گالیاں سنو اور شکر کرو۔ ناکامیاں دیکھو اور پیوند مت توڑو۔ تم خدا کی آخری جماعت ہو سو وہ عمل کرو جو اپنے کمال میں انتہائی درجہ پر ہو۔''

حضرت مسیح موعودؑ کو اپنے متعلق ایک الہام ہوا یحیی الدین ویقیم الشریعہ یعنی وہ دین کو زندہ کرے گا اور شریعت کو قائم کرے گا۔ یہ الہام آپ کو بالکل ابتدا میں براہین احمدیہ کے زمانہ میں ہوا۔ اور پھر آخر میں وفات سے دو سال قبل بھی دو مرتبہ ہوا۔ ہر چگہ اس کے ساتھ ہی آپ کی پیدائش کا ان الفاظ

میں ذکر ہے۔ترجمہ اس طرح ہے"میں نے ارادہ کیا کہ اپنا خلیفہ بناؤں سو میں نے یوں آدم کو پیدا کیا" دوجگہ اس کے ساتھ ہی یہ الہام ہے جس کا ترجمہ ایسے ہے کہ "وہ خدا سے نزدیک ہوا پھر مخلوق کی طرف جھکا پھر خدا اور مخلوق کے درمیان ایسا ہوگیا جیسا کہ دوقوسوں کے درمیان خط ہوتا ہے" قرآن کریم کی یہ آیت حضرت نبی کریم صلعم کی شان مبارک میں ہے اور آپ ؐ کی کامل اتباع کے نتیجہ میں اور آپ ؐ کی ظلیت میں یہی آیت حضرت مسیح موعودؑ کو الہام ہوئی اور اس میں یہ بتایا گیا کہ **یحی الدین اور یقیم الشریعه والامقام** اُس شخص کو دیا جاتا ہے جس میں یہ دونہایت اعلیٰ درجہ کی صفات ہوں کہ وہ انتہائی درجہ خدا کے نزدیک ہوا اور پھر انتہائی درجہ مخلوق کی طرف ان کی بھلائی اور ہدایت کے لئے جھکا ہو۔

اس الہام میں حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کی دو اغراض بتائیں۔ایک احیائے اسلام اور دوسرے شریعت کو قائم کرنا۔احیائے اسلام میں دین کی غرض اللہ تعالیٰ کی معرفت بخشا اور انسان کا اس کے ساتھ تعلق پیدا کرنا ہے۔تاکہ وہ صفاتِ الہیہ سے استفادہ کر کے اپنی جسمانی اور روحانی ضرورتوں کو پورا کر سکے اور ابدی آرام پا سکے۔اس کے لئے ضروری ہے کہ خدا کی شناخت میں کوئی شک اور ظن نہ رہے۔بلکہ انسان یقین کے مقام پر کھڑا ہو جائے اور اس کے ہر تعلق کو توڑ سکے۔جب تک دین سے یہ فائدہ حاصل کیا جا سکتا ہے وہ زندہ کہلاتا ہے اور جب یہ فائدہ پہنچنا بند ہو جائے تو وہ دین بے فائدہ ہو جاتا ہے اور پھل دینے بند کر دیتا ہے۔

دین اسلام کے دو سرچشمے ہیں جن پر ان کی زندگی کا انحصار ہے۔حضرت محمد مصطفیٰؐ کی ذات بابرکات اور دوسرے آپ پر نازل شدہ اللہ کا کلام یعنی قرآن مجید۔آپ کی وفات کے بعد قرآن مجید تو اُسی طرح رہا۔لیکن آپ کی جگہ آپ کی سنت اور احادیث نے لے لی۔آپ کی سنت آپ کے وہ پیارے عمل ہیں جو شریعت کی تفصیل ہیں اور جوامت میں اسی طرح قائم چلے آتے ہیں مثلاً یہ کہ آپ نماز کس طرح ادا فرماتے،کتنی رکعت پڑھتے،کون سے اوقات کو ترجیح دیتے۔حج کس طرح کرتے،شادی بیاہ کے موقعوں پر کیا کرتے وغیرہ۔جبکہ احادیث آپ کی وہ پیاری باتیں ہیں جو کچھ عرصہ بعد کتابوں میں جمع ہوئیں۔

اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق کہ **انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون** کے الفاظ تو بعینہ اسی طرح قائم رہے لیکن اس کی بہت سی آیات کو منسوخ قرار دے کر اسے ناقابلِ اعتماد ٹھہرا دیا گیا ہے۔یہ منسوخ شدہ آیات سات سے سات سو تک شمار کی گئیں۔اگرچہ وہ قرآن میں اسی طرح سے موجود ہیں۔قرآن مجید کے حقائق در حقائق کو قصوں اور کہانیوں میں تبدیل کر دیا گیا۔اس کے متشبہات اور استعارات کو ظاہر الفاظ پر محمول کر کے انہیں باعثِ فتنہ بنا دیا گیا۔جس سے غیروں نے فائدہ اٹھا کر اسلام پر خوب اعتراض کئے۔قرآن کریم کو ایک ایسی کتاب بنا دیا گیا جس کو پڑھنے،سمجھنے اور خداشناسی کا ذریعہ بنانے کی بجائے غلافوں میں لپیٹ کر رکھ لینا کافی سمجھا گیا۔حضرت مسیح موعودؑ نے ان تمام خرابیوں کو دُور کیا۔غلط عقیدہ کا سختی سے رد کیا کہ قرآن کریم کی آیات منسوخ ہیں۔آپ نے ثابت کیا کہ اس کا کوئی نقطہ یا شوشہ بھی منسوخ نہیں اور اس طرح آپ نے قرآن کی تعلیم کو شرک کی آمیزش سے پاک کر کے خالص توحید کا سبق دیا۔آپ نے قرآن کریم کی تعلیم کو اس طرح پیش کیا کہ اس کی تعلیم سورج کی طرح چمکنے لگی۔

دین اسلام کا دوسرا سرچشمہ سنت وحدیث رسول کریم صلعم ہے۔اس میں بھی بے حد ملاوٹیں کی گئیں۔اس جری اللہ نے آپ کی اتباع اور محبت میں آپؐ کی دلکش صفات کو اپنے وجود میں بطور ظل ظاہر کیا اور خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کو سعید روحوں کو کھینچ لانے والی لازوال کشش،دنیا کے اندھیروں کو دُور کر دینے والی روشنی،دعاؤں کی حد درجہ غیر معمولی قبولیت،محبت و معرفت کے پاک ثمرات،اسلام کو پھیلانے کی تڑپ جیسی نعمتوں سے نوازا۔اسلام کے دشمن آپ کی براہین ساطعہ کے آگے ذلیل وشرمندہ ہو گئے اور اسلام کو نئی زندگی ملی۔

یہ وہ زمانہ تھا جبکہ انگریزی دورِ حکومت پورے عروج پر تھا اور عیسائی

مشنری پوری قوت سے تبلیغ عیسائیت میں مشغول تھے۔ جگہ جگہ بائبل سوسائٹیاں قائم تھیں اور اسلام اور بانی اسلام کے خلاف صدہا کتابیں شائع کی گئیں۔

دوسری طرف دہریہ سماج اور برہموسماج کی تحریکوں نے اسلام کو اپنے اعتراضات کا نشانہ بنایا ہوا تھا۔ اس ماحول میں آپ نے براہین احمدیہ کے ذریعہ آنحضرتؐ کا دعویٰ نبوت میں صادق ہونا ناقابلِ تردید دلائل سے ثابت کیا۔ انہی ایام میں آپ پر ظاہر کیا گیا کہ آپ مجددِ زماں ہیں اور آپ کو دینِ اسلام کی تائید کے لئے کھڑا کیا گیا ہے۔ چنانچہ مذہبی مباحثات میں آپ شیرِ ببر کی طرح گرجے۔

1890ء میں آپ کو الہام ہوا کہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکے ہیں اور اس کے رنگ میں رنگین ہو کر وعدہ کے موافق تو آیا ہے۔ وکان وعدہ اللہ مفعولا۔ اس دعویٰ کی تائید میں آپ نے تین رسالے فتح اسلام، توضیح مرام اور ازالہ اوہام شائع کئے۔ احادیث صحیحہ سے مسئلہ وفات مسیح پر مفصل بحث کی اور نہایت قوی دلائل سے اپنا مثیل مسیح ہونا ثابت کیا۔ اس دعویٰ کے ساتھ مخالفت کا ایک طوفان کھڑا ہو گیا۔ مسلمانوں میں سے مختلف علماءِ ہندوستان نے آپ کے لئے کفر کا فتویٰ دیا۔ دوسری طرف پادریوں کی طرف سے مخالفانہ مہم جاری تھی۔ امریکہ کے ایک عیسائی پادری ڈاکٹر الیگزنڈر ڈوئی نے 19 دسمبر 1902ء کے اخبار میں اعلان کیا کہ میں خدا کا نبی ہوں اور میرا کام تمام دنیا میں مسیحیت پھیلا کر اسلام کو نابود کرنا ہے۔ چونکہ یہ شخص سخت مشرک تھا اور حضرت عیسیٰ کو خدا مانتا تھا اس لئے حضرت مسیح موعودؑ نے اس کے دعاوی کو سن کر اس کو مباہلہ کا چیلنج دیا۔ اس مباہلہ کا ذکر امریکہ کے بڑے بڑے اخبارات میں ہوا اور مباہلہ کی خوب تشہیر ہوئی۔ تمام امریکہ کے اخبارات میں چونکہ ڈوئی کی تصویر چھپتی تھی اس لئے حضرت مسیح موعودؑ کی مباہلہ کی تحریر کے ساتھ ہر بار آپ کی تصویر بھی چھپی اور تمام امریکہ میں یہ خبر خوب پھیلی۔ یہاں تک کہ اس مباہلہ کے نتیجہ میں ڈوئی کو ذلت آمیز شکست ہوئی اور اس کا آباد کردہ شہر جس پر اسے بڑا تکبر تھا اس کے لئے ایک عبرت کا نشان بنا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتاب حقیقت الوحی کے صفحہ نمبر 510 پر ایک تازہ نشان کی پیشگوئی کے عنوان کے تحت لکھا ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ میں ایک تازہ نشان ظاہر کروں گا۔ جس میں فتح عظیم ہوگی۔ وہ تمام دنیا کے لئے ایک نشان ہوگا اور خدا کے ہاتھوں سے اور آسمان سے ہوگا۔ چاہیے کہ ہر ایک آنکھ اس کی منتظر رہے کیونکہ خدا اس کو عنقریب ظاہر کرے گا تا وہ گواہی دے کہ یہ عاجز جس کو تمام قومیں گالیاں دے رہی ہیں وہ خدا کی طرف سے ہے۔ مبارک وہ جو اس سے فائدہ اٹھائے۔''

اس کے بعد آپ فرماتے ہیں:

''اب ظاہر ہے کہ ایسا نشان جو فتح عظیم کا موجب ہے جو تمام دنیا، ایشیاء، امریکہ، یورپ اور ہندوستان کے لئے ایک کھلا کھلا نشان ہو سکتا ہے۔ وہ یہی ڈوئی کے مرنے کا نشان ہے۔ کیونکہ اور نشان جو میری پیشگوئیوں سے ظاہر ہوئے ہیں وہ تو پنجاب اور ہندوستان تک ہی محدود تھے۔ امریکہ اور یورپ کے کسی شخص کو ان کے ظہور کی خبر نہ تھی لیکن یہ نشان پنجاب سے پیشگوئی کی صورت میں ظاہر ہو کر امریکہ میں جا کر ایسے شخص کے حق میں پورا ہوا جس کو امریکہ اور یورپ کا ایک ایک فرد جانتا تھا۔ اور اس کے مرنے کے ساتھ ہی ملک کے بہت سے انگریزی اخباروں نے اس کی موت کی خبر شائع کی۔ پس اس طرح تقریباً تمام دنیا میں یہ خبر شائع کی گئی۔ پھر آپ فرماتے ہیں:

''چونکہ میرا اصل کام کسرِ صلیب ہے سو اس کے مرنے سے ایک بڑا حصہ صلیب کا ٹوٹ گیا۔ کیونکہ وہ تمام دنیا میں اوّل درجہ پر حامیٔ صلیب تھا جو پیغمبر ہونے کا دعویٰ کرتا تھا اور کہتا تھا کہ میری دعا سے تمام مسلمان ہلاک ہو جائیں گے اور اسلام نابود ہو جائے گا اور خانہ کعبہ ویران ہو جائے گا۔ سو خدا تعالیٰ نے میرے ہاتھ پر اس کو ہلاک کیا۔ پھر میں یہ بھی جانتا ہوں کہ اس کی موت سے پیشگوئی قتلِ خنزیر والی بھی صفائی سے پوری ہوگئی۔ کیونکہ ایسے شخص سے زیادہ خطرناک کون ہو سکتا ہے کہ جس نے جھوٹے طور پر پیغمبر کا دعویٰ کیا اور خنزیر کی طرح جھوٹ کی نجاست کھائی۔ اگر میں اُس پر بددعا نہ کرتا اور اُس کی ہلاکت کی پیشگوئی شائع نہ کرتا تو اُس کا مرنا اسلام کی سچائی کے لئے کوئی دلیل نہ ٹھہرتا۔

لیکن چونکہ میں نے صدہا اخباروں میں پہلے سے شائع کرا دیا تھا کہ وہ میری زندگی میں ہی ہلاک ہوگا کیونکہ میں مسیح موعودؑ ہوں اور ڈوئی کذاب ہے۔اب وہی اُس کا انکار کرے گا جو سچائی کا دشمن ہوگا۔'' (حقیقت الوحی صفحہ 511)

ڈاکٹر الیگزنڈر ڈوئی کی پیشگوئی میں آپ کے دو دعوے کسر صلیب اور قتل خنزیر صفائی سے پورے ہوئے۔اسی طرح آپ کی سینکڑوں پیشگوئیاں اپنے اپنے وقت پر پوری ہوئیں اور آپ کی سچائی کی دلیل ہیں۔بہر حال! آپ کی بعثت کا مقصد تثلیث کے عقیدہ کا رد تھا جس کے لئے آپ مسیح موعود کہلائے اور مسلمانوں میں پیدا کردہ غلط عقائد جس میں حیاتِ مسیح کا مسئلہ بھی ہے اور دیگر بے شمار ایسی بدعات جو اسلام کے نام پر رائج ہیں۔اس کا خاتمہ تھا۔اس لئے آپ مہدی موعود کہلائے۔

الحمد اللہ! مسیحِ محمدی نے جب احیائے دین کا کام کیا تو سعید روحوں کو اس کے ثمرات نظر آ گئے اور وہ اس کی طرف دوڑیں۔اس نے صاف کہا ''گناہ ایک زہر ہے اس کو مت کھاؤ۔خدا کی نافرمانی ایک گندی موت ہے اس سے بچو۔دعا کرو تا تمہیں طاقت ملے۔سو تم ہوشیار ہو جاؤ اور خدائی تعلیم اور قرآن کی ہدایت کے خلاف ایک قدم بھی نہ اُٹھاؤ۔میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے بند کرتا ہے۔''

آپ کے کہنے میں کچھ ایسا اثر تھا کہ آپ کی آواز نے سورہ اسرافیل کا کام کیا۔جن دلوں میں سعادت اور خدا ترسی کا مادہ تھا وہ بھڑک اُٹھے اور انہوں نے خدا کے احکام پر عمل کرنے کے لئے اپنی کمریں کس لیں۔ایسے انسانوں کا گروہ آپ کے گرد اکٹھا ہو گیا جو جماعت احمدیہ کہلایا۔اب خدا تعالیٰ کے احکامات پر عمل اور ان کی ترویج کی ذمہ داری احمدیت کی نئی نسل پر ہے۔ان کا بھی یہی کام ہے کہ وہ احیائے دین کے کام میں شامل ہوں۔اس کے لئے قرآن وسنت اور حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔بدقسمت ہے وہ جوان کو نہیں پڑھتا اور الٰہی معارف سے آگاہ نہیں ہوتا۔

درخواست دعا

تمام احباب جماعت سے درخواست ہے کہ ذیل میں درج احباب جماعت بیمار ہیں۔ان تمام احباب کی صحت کاملہ کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمارے ان عزیزوں کو اللہ مکمل صحت وتندرستی عطا فرمائے اور تمام احباب جماعت کو اپنے حفظ وامان میں رکھے۔آمین

ملک ناصر احمد صاحب (سانگلہ ہل)۔عبدالسلام صاحب (لاہور)۔عقیل احمد صاحب (راولپنڈی)۔دختر نوید احمد ملہی (بدوملہی)۔صاحبزادہ سید لطیف صاحب (پشاور)۔چوہدری منور احمد صاحب (اوکاڑہ)

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی دورہ بلاد غیر سے واپسی

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے حضرت امیر قوم جناب ڈاکٹر عبدالکریم سعید پاشا صاحب یورپ اور دیگر ممالک کے تبلیغی وانتظامی دورہ کی غرض سے مصروف عمل تھے۔

بفضلِ خدا رواں ماہ آپ مرکز میں واپس تشریف لے آئے ہیں۔مرکز میں موجود احباب جماعت نے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی واپسی پر ان کا والہانہ استقبال کیا اور آپ کو کامیاب دورہ پر مبارک باد پیش کی۔آپ کے استقبال میں شبان الاحمدیہ کے نوجوان پیش دست نظر آئے۔

☆☆☆☆

ہمارے لئے نبی کریم صلعم کی عزت وعظمت سب سے بڑھ کر ہے

قاری ارشد محمود

نبی کریمؐ کی عزت اور عظمت کائنات میں سب سے اعلیٰ اور افضل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اقبالؒ نے کہا:

''کائنات کے اندر جہاں بھی کوئی روشنی نظر آتی ہے تو باوجہ رسول ہاشمیؐ ہے۔ آج عرب وعجم کے اندر رہبری اور رہنمائی کے جو اصول اپنائے جاتے ہیں یہ سارے کے سارے رسول عربیؐ کی تعلیمات سے ہی اخذ کئے گئے ہیں اور دنیا کا ہر ذی شعور فرد یہ جانتا ہے۔ اگر دین اسلام کا بغور مطالعہ کیا جائے اور نبی کریمؐ کی زندگی پر غور وحوض کیا جائے تو انسان آپؐ کی سیرت سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

آج اہل کفر کی کیفیت ایسی ہی ہے کہ جیسے چور چوری کرنے سے پہلے بجلی کا کنکشن کاٹ دے تاکہ اندھیرا ہوجائے اور مجھے ڈاکہ ڈالتے ہوئے کوئی نہ دیکھے۔ آج وہی کیفیت عالم کفر کی ہے کہ وہ اس کوشش میں ہے کہ لوگوں کو نبی کریمؐ سے دُور کیا جائے۔ آپؐ کی سیرت کے بارے میں منفی پروپیگنڈا کر کے لوگوں کے دلوں سے آپؐ کی محبت ختم کی جائے۔ یہ لوگ آپؐ کی شان میں گستاخی کر کے اپنے آپ کو دنیا وآخرت میں رسوا کر رہے ہیں۔ یہ نبی کریمؐ کے خاکے بنا کر اپنے آپ کو ثابت کیا کرنا چاہ رہے ہیں۔ یہ یاد رہے ہمارے آقا سید ومولا حضرت محمدؐ کی توہین کرنے والا ہمیشہ ناکام اور نامراد رہا ہے۔ کیونکہ آپؐ کی عزت اور عظمت کا محافظ کوئی انسان نہیں بلکہ رب العالمین خود ہے۔

یہ آج نہیں بلکہ تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ جب کوہ صفا پر کھڑے ہوکر آپؐ نے دعوت اسلام دی اور لوگوں سے یہ کہا:

''اگر تم سے میں یہ کہوں کہ اس پہاڑی کے پیچھے ایک لشکر ہے جو تم پر حملہ آور ہونے والا ہے تو تم میری بات کو سچ مانو گے۔ سب نے مل کر کہا کہ ہم نے آپؐ کی زبان سے کبھی جھوٹ نہیں سنا۔ آپؐ کی سچائی کی گواہی دینے کے لئے پورا مکہ تیار ہے۔ ہم آپؐ کی بات پر یقین رکھتے ہیں۔ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ میں تمہیں شدید عذاب سے ڈراتا ہوں۔ اللہ پر ایمان لے آؤ۔ اور اُسی اللہ کی عبادت کرو'۔ اس مجلس میں سے ایک شخص کھڑا ہوا جس نے آپؐ کی توہین کی۔ نبی کریم صلعم خاموش رہے۔ آپؐ نے اپنی طرف سے کچھ نہیں کہا۔ اللہ رب العزت نے قرآن نازل کر دیا اور فرمایا: ''ابولہب کے دونوں ہاتھ ہلاک ہوئے اور وہ بھی ہلاک ہوا۔ اس کا مال اور جو اس نے کمایا تھا اس کے کسی کام نہ آیا۔ وہ جلد شعلوں والی آگ میں داخل ہوگا۔ اور اس کی عورت چغل خور۔ اس کے گلے میں کھجور کی چھال کا رسہ ہے (سورۃ اللھب)

یہی وہ شخص تھا جس کو لوگ ابولہب کہتے تھے اور عرب کے اندر اس کو سردار مانا جاتا تھا۔ یہ اس قدر بدبخت تھا کہ جب حج کے دنوں میں لوگ باہر سے آتے۔ آپ نبی کریم صلعم ان کو دین حق کی دعوت دیتے اور کہتے'' اے لوگو اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا اس کائنات کا مالک ہے۔ وہی اس کائنات کو بنانے والا ہے اور وہی تم سب کو رزق پہنچانے والا ہے۔ لہذا اُسی کی عبادت کرو'۔ لوگ آپؐ کی بات کی طرف ابھی متوجہ ہی ہوتے تو ابولہب پیچھے سے آوازیں کستا اور کہتا ان کی بات کو نہ سنو اور نہ مانو یہ تم سے جھوٹ کہتا ہے۔ اور ساتھ ساتھ حضرت نبی کریم صلعم پر پتھر پھینکتا۔ اس بدبخت اور اس کے ساتھیوں نے اس قدر آپؐ کو ایذا پہنچائی کہ آپ مکہ چھوڑ کر مدینہ تشریف لے آئے مگر اسلام کا علم مدینہ میں بلند ہونا اس گستاخ رسول کو پسند نہ تھا۔ یہ

ہر وقت اس کوشش میں ہوتا کہ کسی نہ کسی طریقے سے اسلام کو اور نبی کریمؐ کو نقصان پہنچایا جائے ۔ کفار مکہ کی ان سازشوں کے نتیجہ میں جنگ بدر ہوئی جس میں اہل مکہ کو بُری طرح ناکامی کا سامنا کرنا پڑا اور بہت سارے گستاخ رسولؐ بدر کے معرکہ میں واصل جہنم ہوئے ۔ ابولہب جو جنگ بدر میں شریک نہ تھا ۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح دے کر اس کے دل میں ہمیشہ جلنے والی آگ لگا دی اور یہ اسی آگ میں جلتا رہا اور اس کے جسم پر ایسی بیماری نے حملہ کیا جس سے اس کے جسم سے پیپ رسنا شروع ہوگئی اور اس کے اپنے بھی اس کے پاس بیٹھنا پسند نہ کرتے ذلت اور رسوائی اور بے کسی میں اس کے آخری ایام گذرے ۔ حتیٰ کہ ایڑھیاں رگڑ رگڑ کر جہنم واصل ہوگیا ۔ اس کی تدفین کے لئے کوئی اسکے قریب آنا پسند نہ کرتا تھا ۔ اس کے بیٹوں نے حبشی غلاموں سے کہہ کر ایک گڑھاں کھدوایا اور لکڑی کے ذریعے اس کی بدبودار لاش کو اس گھڑے میں پھینک دیا ۔ گستاخ رسول کا یہ عبرتناک انجام چشم فلک نے دیکھا ۔ اس کی بیوی وہ بھی اس کی طرح بدبخت اور بدنصیب تھی ۔ نبی کریم صلعم کی استہزا میں شاعری کرتی تھی ۔ اور نبی کریم صلعم کے بارے میں لوگوں سے ایسی باتیں کرتی جس سے لوگ آپ سے دور ہوجائیں ۔ اس کا انجام بھی اس کے خاوند کی مانند ہی ہوا ۔ یہ گستاخ رسول لکڑیوں کا گھٹا اُٹھا کر لا رہی تھی یہ رسی اس کے گلے میں پھنس گئی جس سے یہ گستاخ واصل جہنم ہوگئی ۔ اللہ تعالیٰ نے ابتداء میں ہی اس بات کو واضح کردیا کہ جو بھی میرے نبیؐ کی توہین کرے گا ۔ اس کا انجام بد ہی ہوگا ۔ نبی کریمؐ ہمیشہ عزت اور عظمت پر فائز تھے اور ہمیشہ رہیں گے اور آپؐ کے دشمن ہمیشہ نامراد رہے اور نامراد رہیں گے ۔

خدا تعالیٰ آنحضرت صلعم کی گستاخی کرنے والوں کو خود سزا دیتا ہے اور اہل عرب نے جب بھی آپ کی استہزا کی تو اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی اُن کو جواب دیا ۔ آپؐ کے بیٹے کی وفات پہ کفار کے اندر خوشی کی لہر دوڑ گئی اور وہ آپ کو تکلیف پہنچانے کے لئے طرح طرح کی باتیں کرنے لگے ۔ کہنے لگے آدمی کا نام ونشان اس کے بیٹوں سے آگے بڑھتا ہے اور آپؐ کے بیٹے تو ہی نہیں لہذا آپؐ کی وفات کے بعد آپؐ کا نام لیوا کوئی نہیں ہوگا ۔

آپؐ کی وفات کے بعد آپؐ کا نام اور کام دونوں ختم ہوجائیں گے ان کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر سورۃ کوثر نازل کی ۔ جو قرآن کی سب سے چھوٹی سورۃ کہلاتی ہے مگر اس کے اندر گستاخان رسول کو اس قدر مفصل جواب دیا جو تا قیامت آنے والے گستاخوں کے لئے کافی ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں واضح طور پر فرمادیا کہ ’’ہم نے تجھے کوثر دی ہے ۔ سو تو اپنے رب کے لئے نماز پڑھ اور قربانی کر ۔ جو تیرا دشمن ہے اس کا نام لیوا کوئی نہ رہے گا ۔‘‘ (سورۃ الکوثر) تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ کائنات کے اندر سب سے زیادہ کامیابی جس ہستی کو ملی وہ محمد رسولؐ ہیں ۔ کائنات میں سب سے زیادہ جس ہستی سے محبت کی جاتی ہے وہ اللہ کے آخری نبی حضرت محمدؐ ہی ہیں ۔ خدا تعالیٰ نے نبی کریمؐ کی عظمت اس قدر بیان کردی کہ اپنی محبت کے لئے نبی کریمؐ کے ساتھ محبت رکھنا شرط رکھ دی ۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’کہ اے پیغمبر! ان سے کہہ دو اگر یہ چاہتے ہیں کہ اللہ ان سے محبت کرے تو ان کو چاہیے کہ یہ آپ کی پیروی کریں‘‘ مطلب یہ ہوا کہ خدا تعالیٰ کا مقرب بننے کے لئے نبی کریمؐ کی اطاعت لازمی ہے ۔ اسی لئے امام وقت حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ ایک مسلمان کے لئے سب سے بڑا سرمایہ اپنے نبیؐ سے محبت ہے اور سب سے بڑا نقصان اپنے نبیؐ کی پیروی سے دُور ہونا ہے ۔ حضرت مجدد صد چہاردہم کے عشق رسولؐ اور اس کے لئے غیرت کے چند نمونے درج کرتا ہوں ۔

’’جو لوگ ناحق خدا سے بے خوف ہوکر ہمارے بزرگ نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلعم کو بُرے الفاظ سے یاد رکھتے ہیں اور آنجناب پر ناپاک تہمتیں لگاتے اور بدزبانی سے باز نہیں آتے ان سے ہم کیونکر صلح کرلیں ۔ میں سچ سچ کہتا ہوں ہم شورہ زمین کے سانپوں اور بیابانوں کے بھیڑیوں سے صلح

کر سکتے ہیں لیکن ان لوگوں سے ہم صلح نہیں کر سکتے جو ہمارے پیارے نبی پر جو ہمیں اپنی جان اور ماں باپ سے بھی پیارا ہے ناپاک حملے کرتے ہیں خدا ہمیں اسلام پر موت دے ہم ایسا کام نہیں چاہتے جس میں ایمان جاتا رہے۔'' (پیغام صلح، ص۳۰)

''اگر یہ لوگ ہمارے بچوں کو ہماری آنکھوں کے سامنے قتل کرتے اور ہمارے جانی اور دلی عزیزوں کو جو دنیا کے عزیز ہیں ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتے اور ہمیں بڑی ذلت سے جان سے مارتے اور ہمارے تمام اموال پر قبضہ کر لیتے اور واللہ ثم واللہ ہمیں رنج نہ ہوتا اور اس قدر کبھی دل نہ دکھتا جو ان گالیوں اور اس توہین سے جو ہمارے رسول کریمؐ کی گئی دُکھا۔''

(آئینہ کمالات اسلام، ص۵۲)

''ترجمہ: اور میرے دل کو کسی چیز نے اس قدر تکلیف نہیں دی جس قدر ان کے استہزا اور ہتک عزت نے جو وہ نبی کریم صلعم کی کرتے ہیں۔ خدا کی قسم اگر میری تمام اولاد میری آنکھوں کے سامنے ذبح کر دی جاتی اور میرے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جاتے اور میری آنکھیں نکال دی جاتیں اور میں اپنی تمام مرادوں سے نامراد اور ہر قسم کے آرام و آسائش سے بے نصیب کیا جاتا تب بھی یہ بات مجھ پر زیادہ شاق نہ گزرتی۔'' (آئینہ کمالات اسلام، ص۱۵)

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں میں بھی ویسی محبت پیدا فرمائے جسے صحابہؓ اور صالحین اُمت کے دل میں تھی۔ آمین

☆☆☆☆

اپیل دستکاری

ہر سال مرکز میں تنظیم خواتین کے زیر اہتمام نہایت خوبصورت دستکاری کی نمائش کی جاتی ہے۔ ان اشیاء کی فروخت سے ملنے والی رقم جماعت کی صوابدید پر دینی اور فلاحی کاموں پر خرچ کی جاتی ہے۔

حسب معمول گزشتہ سال بھی دستکاری کی نمائش میں رکھی گئی اشیاء بہت خوبصورت اور بیش قیمت تھیں۔ جس کی وجہ سے نمائش نہایت کامیاب اور قابل تحسین رہی اور ایک خطیر رقم اکٹھی ہوگئی۔ یہ کامیابی ہماری قابلِ فخر لائق احمدی بہنوں اور بچیوں کے تعاون اور محنت سے ممکن ہوئی۔ اُمید ہے کہ اس سال بھی آپ دستکاری کی اشیاء بنانے میں مصروف ہوں گی۔

آپ سب سے درخواست ہے کہ دستکاری کی اس سال 2018ء کی نمائش کو بھی گزشتہ سالوں سے زیادہ بڑھ چڑھ کر کامیاب بنائیں ۔ آپ خود بھی حصہ لیں ، اپنی بچیوں اور بہنوں کو بھی شامل کریں۔

شکریہ

آپ کے تعاون کی منتظر

بشریٰ علوی

انچارج دستکاری

انگریزی سے ترجمہ: ہما خالد، ایم۔اے

برلین مسجد میں تبلیغی سرگرمیاں

رپورٹ ماہ جولائی 2018ء

از: عامر عزیز، ایم اے (امام، برلین مسجد)

قبول اسلام

اللہ کے فضل سے ماہ جولائی میں دو افراد نے اسلام قبول کیا۔ ایک نوجوان کی امام برلین مسجد عامر عزیز صاحب سے کافی تفصیل سے گفتگو ہوئی اور بالآخر انہوں نے اسلام قبول کرنے کا فیصلہ کیا۔ دوسرے دن ایک نوجوان خاتون تشریف لائیں۔ انہوں نے بھی اسلام کے بارے میں کئی سوالات کئے اور دیر تک یہ سلسلہ چلتا رہا۔ امام صاحب کے جوابات سے خاتون کو اسلام کے بارے میں اطمینان حاصل ہوا اور انہوں نے بھی اسلام قبول کیا۔ اللہ تعالیٰ دونوں کو استقامت نصیب کرے اور یہ اپنے عمل سے دنیا کو دکھا سکیں کہ ایک مسلمان ایک بہتر انسان اور قانون کی پاسداری کرنے والا شہری ہوتا ہے۔ جرمنی میں جدید قوانین کی رو سے جس میں ہر فرد کے ذاتی معلومات کو حد درجہ تحفظ کی یقین دہانی دی گئی ہے۔ ان دونوں کے نام ان کی اجازت کے بغیر خبر نامہ میں شامل نہیں کئے جا رہے۔

مہمانوں کی کتاب کی ایک جھلک

موجودہ رپورٹ میں گذشتہ دو ماہ کے دوران آنے والے لوگوں کے نام بمعہ دستخط کے فوٹو شامل کئے گئے ہیں۔ اس سے قارئین کو اندازہ ہوگا کہ برلین مسجد کو دیکھنے والوں اور اسلام کے بارے میں معلومات حاصل کرنے والے کن کن ممالک سے، ملک کے کن کن تعلیمی، حکومتی اور مذہبی مقامات، اداروں اور تنظیموں سے تعلق رکھتے ہیں۔ جنگ عظیم دوم کے دوران اور اس کے بعد جب مسجد کی حالت کافی خراب تھی ایسے میں کسی کتاب کا رکھنا ممکن نہ تھا۔ 2006ء میں ملٹن کینز، انگلستان کے ڈاکٹر جواد احمد صاحب کی جانب سے مہمانوں کی کتاب تحفتہً دی گئی۔ تب سے یہ کتاب ایسے تمام آنے والوں کے نام اور تاثرات محفوظ کر رہا ہے۔ ان ناموں میں بیلجیم، یوروگائے، امریکہ، مصر، فرانس، انڈونیشیا، ملائیشیاء، الجیریا، ہالینڈ، گیانا، ٹرینیڈاڈ اور جرمنی کے دور دراز کے علاقوں کے لوگ شامل ہیں۔

1 جولائی ۔مجلس اُردو ادب، برلین نے ہندوستان کی محترمہ نور ظہیر صاحبہ کے اعزاز میں ایک اجلاس کا انعقاد کیا۔ محترمہ ہندوستان کے معروف مصنف سجاد ظہیر اور رضیہ ظہیر کی ہمشیرہ ہیں۔ سجاد ظہیر صاحب 1945ء میں منعقدہ تاریخی شملہ کانفرنس میں ہندوستانی وفد میں شامل تھے۔ امام برلین مسجد نے اس اجلاس میں اپنی تازہ نظم پڑھ کر سنائی۔

افسانہ کی ایک شام

2 جولائی ۔مندرجہ بالا معزز ادبی شخصیت کے اعزاز میں بھی 'افسانہ کی ایک شام' کا اہتمام کیا گیا۔ یہ اہتمام بین الاقوامی آن لائن اخبار پاکبان نے کیا۔ اس موقع پر بھی امام مسجد برلین نے اپنا ایک افسانہ پڑھ کر سنایا۔ جس کو حاضرین نے پسند کیا۔

سابق امام مسجد برلین کی آمد

3 جولائی ۔ سابق امام مسجد برلین برادرم احمد سعادت صاحب بمعہ اپنی اہلیہ ڈاکٹر آمنہ سعادت مسجد تشریف لائے اور نماز جمعہ میں شریک ہوئے۔ ان کی اچانک آمد سے خوشی ہوئی۔ دونوں جمعہ کے بعد کچھ دیر ٹھہرے۔

محترمہ سلیمہ ملک کی مسجد برلین میں آمد

20 جولائی ۔ کراچی پاکستان سے محترمہ سلیمہ ملک صاحبہ اپنی بیٹی کے ساتھ مسجد برلین تشریف لائیں۔ آپ صدر انجمن احمدیہ لاہور کے نائب صدر محترم ملک اعزاز الٰہی صاحب کی دختر نیک اختر ہیں۔ اس بات سے خوشی ہوئی کہ ہمارے احباب اور خواتین جو پاکستان سے جرمنی آتے ہیں ان کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ برلین مسجد بھی دیکھیں جو مغرب میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت کا مرکز ہے اور جس کی تعمیر اور ترقی کے لئے جماعت کا ہر فرد کوشاں رہتا ہے۔

انٹروِرٹن تنظیم کے وفد کی آمد

22 جولائی ۔ انٹروِرٹن تنظیم کے 20 افراد کا وفد برلین مسجد دیکھنے کے لئے آیا۔ اس تنظیم نے جنگ عظیم دوم کے دوران بموں کے حملوں سے بچاؤ کے لئے حفاظتی مقامات بنانے میں قابل قدر خدمات سرانجام دی تھیں۔ اب بھی وہ کئی فلاحی پروگراموں کے لئے کام کر رہی ہے۔ اس تنظیم نے اپنے سالانہ رسالہ میں برلین مسجد کی تصویر اور کچھ تفصیل شائع کی۔

کوریا کی بین المذاہب تنظیم کا اجلاس

24 جولائی ۔ اس بین الاقوامی بین المذاہب تنظیم کی برلین شاخ نے مسجد میں ایک اجلاس منعقد کیا جس میں بدھ مت، عیسائیت اور اسلام کے نمائندوں نے ''دنیا کی ابتداء اور خاتمہ'' کے موضوع پر اپنے اپنے مذہب کا نقطہ نگاہ پیش کیا۔ عامر عزیز صاحب امام مسجد برلین نے بھی اس بارے میں اسلامی نقطہ نظر پیش کیا جو سراہا گیا۔

جنوبی کوریا سے دعوت نامہ

اللہ کے فضل و کرم سے برلین مسجد کے ذریعہ اسلام کا پیغام جنوبی کوریا تک پہنچا اور ان کو تحریک احمدیت کے اسلام کے بارے میں خیالات اور کام سے دلچسپی پیدا ہوئی۔ انہوں نے مغرب میں اس مسجد کے ذریعہ ہونے والی سرگرمیوں سے گہری دلچسپی ظاہر کی اور امام مسجد برلین عامر عزیز صاحب کو ستمبر میں ہونے والی کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی ہے۔

وفات حسرت آیات

تمام احباب جماعت کو مطلع کیا جاتا ہے کہ شیخ رشید احمد صاحب کے بیٹے اور شیخ وقار احمد صاحب کے برادر نسبتی محترم شیخ نوید رشید صاحب قضائے الٰہی سے وفات پا گئے ہیں۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

''بے شک ہم اللہ ہی کے ہیں اور اُسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں''

ان کا تعلق سیالکوٹ جماعت سے تھا اور مرحوم انگلینڈ (برطانیہ) میں فوت ہوئے۔ ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور ان کو اعلیٰ درجات سے نوازے۔ آمین

☆☆☆☆

مدثر عزیز (مدیر) پیغام صلح انٹرنیشنل نے دفتر 8-7 برنیئر سٹریٹ 10713 برلن (جرمنی) سے شائع کیا

حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؒ کے عقائد اُن کے اپنے قلم سے

جن پانچ چیزوں پر اسلام کی بنا رکھی گئی ہے وہ ہمارا عقیدہ ہے اور جس خدا کے کلام یعنی قرآن کو پنجہ مارنا حکم ہے ہم اس پر پنجہ مار رہے ہیں اور فاروق رضی اللہ عنہ کی طرح ہماری زبان پر حسبنا کتاب اللہ ہے۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح اختلاف اور تناقص کے وقت جب حدیث اور قرآن میں پیدا ہو۔ قرآن کو ہم ترجیح دیتے ہیں۔ بالخصوص قصوں میں جو بالاتفاق نسخ کے لائق بھی نہیں ہیں اور ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ ملائک حق اور حشر اجساد حق اور روزِ حساب حق اور جنت حق اور جہنم حق ہے۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو کچھ اللہ جل شانہ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے اور جو کچھ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وہ سب بلحاظ بیان مذکورہ بالا حق ہے اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو شخص اس شریعت اسلام میں سے ایک ذرّہ کم کرے یا ایک ذرّہ زیادہ کرے یا ترک فرائض اور اباحت کی بنیاد ڈالے وہ بے ایمان اور اسلام سے برگشتہ ہے اور ہم اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ سچے دل سے اس کلمہ طیبہ پر ایمان رکھیں ۔۔۔ اور اسی پر مریں اور تمام انبیاء اور تمام کتابیں جن کی سچائی قرآن شریف سے ثابت ہے۔ ان سب پر ایمان لاویں۔ اور صوم اور صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور حج اور خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کے مقرر کردہ تمام فرائض کو فرائض سمجھ کر اور تمام منہیات کو منہیات سمجھ کر ٹھیک ٹھیک اسلام پر کاربند ہوں۔ غرض وہ تمام امور جن پر سلف صالحین کو اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا۔ اور وہ امور جو اہل سنت کی اجمالی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں ان سب کا ماننا فرض ہے اور ہم آسمان اور زمین کو اس بات پر گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے اور جو شخص مخالف اس مذہب کے کوئی اور الزام ہم پر لگاتا ہے وہ تقویٰ اور دیانت کو چھوڑ کر ہم پر افتراء کرتا ہے۔ اور قیامت میں ہمارا اس پر یہ دعویٰ ہے کہ کب اس نے ہمارا سینہ چاک کر کے دیکھا تھا کہ ہم باوجود اس قول کے دل سے ان اقوال کے مخالف ہیں۔

(ایام الصلح)